بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ال وحسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے — قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہ

الفرقان

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

• **مباحثۂ مصر**　　قیمت ۰۶۲

(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابو العطاء صاحب بشیر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

• **تحریری مناظرہ**　　قیمت ۱۰۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابو العطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبد الحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

• **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ**　　قیمت ۱۰۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۹ شمارہ ۲	ماہنامہ (الفرقان) ربوہ فروری ۱۹۶۹ء	ذوالقعدہ/ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ تبلیغ ۱۳۴۸ ہش

تبلیغی و تعلیمی مجلہ الفرقان

اغراض و مقاصد

۱۔ فضیلتِ اسلام کا بیان۔

۲۔ قرآنی حقائق کا ذکر۔

۳۔ مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کی تردید۔

۴۔ احمدیت (اسلام کی نشأۃ ثانیہ) کا تذکرہ۔

قواعد و ضوابط

۱۔ تاریخ اشاعت شمسی مہینہ کی پندرہ تاریخ ہے۔

۲۔ سالانہ زرِ اشتراک پیشگی:-

پاکستان - - - چھ روپے

بھارت - - - - آٹھ روپے

دیگر ممالک بحری ڈاک:- تیرہ شلنگ یا دس روپے

ہوائی ڈاک:- ایک پاؤنڈ دس شلنگ

۳۔ تمام رقوم بنام مینیجر الفرقان ربوہ بھیجی جائیں۔

۴۔ مضامین بنام ایڈیٹر الفرقان ارسال کئے جائیں۔

ادارہ

ایڈیٹر:- ابوالعطاء جالندھری

نائبین

۱۔ دوست محمد شاہد مولوی فاضل

۲۔ عطاء المجیب راشد ایم اے

ترتیب

- قرآن مجید کامل شریعت ہے (عیسائی پادریوں کے اعتراض کا جواب) — ایڈیٹر — ص ۲
- سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت احمد قادیانیؑ کا عشق — محترم مولوی بشیر احمد صاحب زاہد فاضل گھٹیالیاں — ص ۵
- شذرات — ایڈیٹر — ص ۳۹
- حضرت مصلح موعودؓ (فارسی قصیدہ) — محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائل پور — ص ۴۱
- صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو قطعی معیار — محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب — ص ۴۶
- ایک گواہی — مدیر الاعتصام کا حوالہ — ص ۴۸

توسیع اشاعت فنڈ

حق کے طالبوں تک بلاقیمت یا رعایتی قیمت پر الفرقان پہنچانے کے لئے یہ فنڈ آپ کی توجہ اور اعانت کا مستحق ہے۔ ایسی رقوم مینیجر الفرقان ربوہ کے نام ارسال فرمائیں!

اداریہ

قرآن مجید کامل شریعت ہے

عیسائی پادریوں کے اعتراض کا جواب

قرآن پاک کا دعویٰ ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ ع) کہ اب دین کامل ہو گیا ہے شریعت کے تمام اصول اور اخلاق و روحانیت کے تمام بنیادی امور قرآن مجید میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

پادری برکت اللہ صاحب ایم اے لکھتے ہیں:۔

"قرآن تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ہر شئی کی تفصیل ہے (یوسف ۱۱۱) اس میں ہر ایک چیز کو ہم نے (خدا نے) کھول کر بیان کر دیا ہے (بنی اسرائیل ۱۲) اسی نے (خدا نے) تمہاری طرف (اے محمدؐ) مفصل کتاب نازل کی ہے (انعام ۱۱۵) جو ہر ایک چیز کو بیان کر دینے والی ہے (نحل ۸۹) ان آیات کا مطلب صاف ہے کہ اس کتاب میں ہر شئی کی تمام ضروری تشریحات اور تفصیلات موجود ہیں۔ (ماہنامہ اخوت فروری ۱۹۶۸ء)

پادری صاحب نے قرآن پاک کے اس دعویٰ کو نادرست ٹھہرانے کے لئے کچھ افسانے تراشے ہیں اور کچھ سراسر غیر متعلق باتیں درج کی ہیں۔ ان کے مقالہ کی تان اس پر آ کر ٹوٹی ہے کہ اگر قرآن مجید واقعی کامل شریعت اور کامل روحانی کتاب ہے تو پادری امام الدین پیشتر کے ایسے پندرہ سوالوں کا جواب آیاتِ قرآنیہ سے نکال کر دکھائیں مثلاً برتن ناپاک ہو جائیں تو ان کے پاک کرنے کا کیا طریق ہے۔ نفاس کے احکام کیا ہیں۔ کتا بلا وغیرہ جانوروں میں سے کون کون سے حلال ہیں۔ ذبح کے وقت کس طرح اور کس جگہ سے کس قدر کاٹا جائے۔ خیانت کی کیا سزا ہے۔ کنجری نکاح کرے تو پیدا ہونے والا بچہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہو گا یا نہیں۔ علاوہ ازیں کچھ سوالات پادری صاحب نے وطی کے سلسلہ میں لکھے ہیں۔

ان سوالات کے ذکر سے ہر دو پادری صاحبان یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ بائیبل میں بعض چھوٹی چھوٹی اور ابتدائی تفصیلات مذکور ہیں اور قرآن کریم میں یہ تفصیلات درج نہیں ہیں اسلئے قرآن مجید بائیبل کا محتاج ہوا اور کامل نہ رہا۔ ہمارے نزدیک پادری صاحبان کو قرآن کریم کے دعویٰ کاملیت کو سمجھنے میں غلطی لگی ہوئی ہے یا وہ عمداً مغالطہ دے رہے ہیں۔ ان کا یہ اعتراض تو ایسی ہی بات ہے کہ کوئی

شخص مثلاً یہ دعویٰ کرے کہ ایم اے کا کورس مکمل ہے تو ایک طفلِ مکتب بول اُٹھے کہ اگر یہ دعویٰ درست ہے تو اس میں سے "ب بکری اور پ پنکھا" نکال کر دکھاؤ۔ اگر وہاں یہ لکھا ہوا نہ نکلے اور اردو کے قاعدہ میں سے نکل آئے تو ماننا پڑے گا کہ ایم اے کا کورس اردو قاعدہ کا محتاج ہے اور کامل نہیں ہے ہر عقلمند شخص اس بچے کی اس نادانی کو ایک خندہ استہزاء سے زیادہ کا مستحق نہ سمجھے گا۔

پادری صاحبان کو پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن مجید جب تمام ابتدائی الٰہی صحیفوں (تورات، زبور، انجیل وغیرہا) جو پہلے زمانوں میں مختلف قوموں کی تربیت کے لئے نازل ہوئے تھے ان میں انسانی تحریف و تبدیلی کے باوجود ——— اصولی طور پر منجانب اللہ مانتا ہے۔ ان میں موجود "ہدایت و نور" سے استفادہ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ نیز قرآن مجید نے بالغ العقل مخاطبوں کو بار بار عقل کے استعمال کی تاکید کرتا ہے بلکہ فرماتا ہے کہ تم ایسے سوالات نہ کرو کہ جن کے جوابات تمہاری قوتِ اجتہاد کو بیکار کر دیں اور تمہارے لئے استنباط و اجتہاد کا موقعہ نہ رہے (المائدہ ع ۱۴)۔ ان حالات میں قرآن مجید میں ابتدائی چھوٹی چھوٹی باتوں کا ذکر نہ پا کر اسے نامکمل قرار دینا محض بچوں کی سی بات ہے۔

قرآن مجید کا مکمل شریعت اور کامل کتاب ہونا ان معنوں میں ہے کہ جملہ انسانوں کے لئے اس میں ایسی اصولی رہنمائی اور ایسے واضح احکام موجود ہیں جن سے وہ اپنی روحانیت اور اخلاق کو کامل کر سکتے ہیں، اپنے تمدن اور اپنی سیاست کو صحیح بنیادوں پر استوار کر سکتے ہیں، اس کی بتائی ہوئی عبادات کے ذریعہ اپنی روح کو صیقل کر سکتے ہیں۔ ان معنوں سے قرآن مجید مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس میں ہر پہلو سے جامع اصولی ہدایت موجود ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید کو یہ بھی ایک غیر معمولی امتیاز حاصل ہے کہ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اس کے احکام کے نفاذ کے لئے کامل اسوۂ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات موجود ہے اسلئے اگر قرآن مجید کی کسی اصولی ہدایت کو سمجھنے میں کسی قسم کا اشکال محسوس ہو تو اسوۂ نبوی سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ قرآنِ پاک نے خود یہ اصولی ہدایت دیدی ہے وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر ع ۱) کہ جو تشریح اور طریق عمل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے پیش کریں اسے اپنا لو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ اور جس بات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم روکیں اس سے رُک جاؤ۔ پس اس لحاظ سے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریحی فرمودات اور آپؐ کا عملی نمونہ یعنی حدیث و سنّت قرآن مجید کے تابع ہوں گے اور ان سے ہدایت حاصل کرنا بھی مومنوں کا فرض ہے۔

اس اصولی بیان کے بعد پادری صاحبان کے سوالات کا مختصر جائزہ لینا بھی مناسب ہے۔ اوّل تو

اگر ان کے زعم کے مطابق ان کے مجوزہ سوالات کے جواب بائیبل میں ان کی سمجھ کے مطابق زیادہ واضح رنگ میں دیئے گئے تھے (ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ اس کتاب کا خطاب روحانی ارتقاء کے لحاظ سے بمقابلہ مخاطبین قرآن مجید کے نابالغ نسل سے تھا) تو ہمیں قرآن مجید اور عقل کی روشنی میں ان سے استفادہ کرنے کی بھی اجازت ہے جو باتیں قرآن مجید اور عقل کے معارض نہ ہوں گی ہمیں ان کے ماننے میں ہرگز کوئی تردد نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بات قرآن مجید کے کامل ہونے کے ہرگز منافی نہیں ہے۔ **دوم** قرآن مجید نے پاکیزگی اور طہارت کے قائم کرنے کا ارشاد فرمایا وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (المدثر ع۱) کہ اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ہر قسم کے گند سے بکلی مجتنب رہو۔

مسلمان معاشرہ کو ظاہری صفائی اور طہارت کے لئے بھی بطور نمونہ پیش فرمایا ہے۔ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَتَطَهَّرُوا (توبہ ع۱۲) کہ وہ لوگ نہایت اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اختیار کرتے ہیں۔ اب ہر قسم کے گند سے پاک وصاف رہنے اور ہر چیز کو پاک وصاف رکھنے کے حکم میں برتنوں کی صفائی بھی شامل ہے۔

عورتوں کے حیض وغیرہ کے احکام بتا کر کامل پاکیزگی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

قرآن مجید نے ناپاک مادی اشیاء کو پاک کرنے کے لئے پانی اور مٹی کو ذریعہ قرار دیا ہے اور ناپاک دلوں کو پاک کرنے کے لئے خدا کے پاک کلام کو ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے۔

حلّت وحُرمت کی قرآن مجید نے اصولی تفصیل بیان کر دی ہے۔ فرمایا يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (الاعراف ع۱۹) کہ یہ نبی تمام پاکیزہ اور صحت جسمانی کے لئے مفید چیزوں کو مسلمانوں کے لئے حلال ٹھہراتا ہے اور گندی اور مضر صحت اشیاء کو حرام قرار دیتا ہے۔ اس اصولی ہدایت کے علاوہ جانوروں میں سے چار اصناف کی حلّت کی تصریح فرما دی گائے۔ اونٹ۔ بھیڑ۔ بکری۔ اور چار چیزوں کی حرمت کا اعلان فرما دیا۔ مردار۔ بہنے والا خون۔ سور اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے گئے شکار کے جانوروں کے متعلق بھی وضاحت فرما دی۔ ان ہدایات کے ساتھ ساتھ **اجتہاد و قیاس** کا دروازہ بھی کھول دیا تاکہ کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے پس ہر وہ چیز یا جانور جو خبیث اور غیر طیّب ہو وہ حرام ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ حلال ہے۔ اب ایک ایک جانور یا چیز کا نام درج کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور یہ یوں بھی ناممکن العمل ہے۔

ذبح ایک معروف فعل ہے اور ذبح کی حقیقت اس کے لغوی معنوں میں داخل ہے۔ اس کے بارے میں اور کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا — خیانت چوری میں شامل ہے۔ اس کی سزا قرآن پاک میں صراحتاً مذکور ہے۔ یوں قرآن پاک نے متعدد مقامات پر ہر قسم کی خیانتوں کی مذمت کی ہے اور ان سے روکا ہے آنکھوں کی خیانت تک کا ذکر فرما دیا ہے (المومن ع۲) یعنی اگر توبہ کر کے پاکدامنی کی زندگی اختیار کر لیتی ہے تو اسکے

سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سے

حضرت احمد قادیانی کا عشق

(مکرم مولوی بشیر احمد صاحب زاھد مولوی فاضل گھٹیالیاں)

آج سے ستّر اسّی سال قبل کی بات ہے کہ اسلام انتہائی کس مپرسی اور بے کسی کے عالم میں تھا۔ اپنے اور بیگانے سب اس وہم میں مبتلا تھے کہ اسلام اب دوبارہ اُبھر نہیں سکتا کہ اسی زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے یہ خواب دیکھا کہ ملأ اعلیٰ میں احیاءِ دین کے لئے جوش برپا ہے اور اس رجلِ عظیم کی تلاش ہو رہی ہے جو شجرِ اسلام کو اپنے خونِ جگر سے سیراب کرے۔ تب ایک شخص نے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا ـــــ هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

گویا ! ہمیں احیاءِ دین کے لئے جس محبِّ رسولؐ کی تلاش تھی وہ ہمیں حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے وجود باجود میں مل گیا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا یہ مبارک خواب اس امر کا روشن ثبوت ہے کہ آپؑ کو احیاءِ دین کے جس عظیم الشان منصب پر کھڑا کیا گیا تھا وہ محض آپؑ کی اس بے مثال محبتِ رسولؐ کا نتیجہ تھا جو آپؑ اپنے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتے تھے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپؑ کی کتابِ زندگی کا اس نقطۂ نگاہ سے بھی مطالعہ کریں اور آپؑ کے اس بے مثال عشقِ رسولؐ کا جائزہ لیں جس کے طفیل آپؑ کو وہ سب مناصبِ جلیلہ ملے، جن کی وجہ سے آپ نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔

سو جہاں تک اس موضوع کا تعلق ہے میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ حضورؑ کو اپنے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بے پناہ اور بے مثال محبت تھی اس کا ہم پورا تصور بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کی گہرائی اور گیرائی کو ہمارا پیمانۂ عقل ماپ سکتا ہے اور نہ زبانِ قلم اس کی

عکاسی کر سکتی ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ محبت ایک لطیف جذبہ ہے اور جب وہ عاشقِ صادق کے قلب صافی میں آتشِ سوزاں بن کر بھڑکتا ہے تو اس کی رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں اضطراب و بے چینی کی جو تپش انداز لہریں اُٹھتی ہیں ان کی کیف زا لذت اور پُرسرور لطف کو وہی محسوس کر سکتا ہے جس کے دل و دماغ میں محبت اپنا گھوارہ بنا چکی ہو کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

اس نازک حقیقت کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے یہ بھی کہا گیا ہے ؎

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر
کنارے پر کھڑے اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

جس طرح دریا کے کنارے پر کھڑا ہوا انسان گردابوں کی شورانگیزی اور موجوں کی تلاطم خیزیوں کو دیکھ تو سکتا ہے مگر طوفان کی حقیقی تندی و تیزی کی کمیت و کیفیت کو محسوس نہیں کر سکتا اسی طرح ایک عاشقِ صادق کے ظاہری اضطراب و بے چینی کو تو دیکھا جا سکتا ہے مگر اس کی اندرونی محبت کی گہرائی و گیرائی کو ماپا نہیں جا سکتا۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنی **محبتِ رسول** کے متعلق فرماتے ہیں ؎

اس تپش کو میری وہ جانے جو رکھتا ہے تپش
اس الم کو میرے وہ جانے کہ ہے جو دلفگار

جب حقیقت یہی ہے تو میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ میں حضورؑ کی اپنے محبوب آقا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ اور بے مثال محبت کی تصویر کشی کر سکوں۔

لہٰذا میں معذرت خواہ ہوتے ہوئے آپ حضرات کی خدمت میں حضورؑ کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی چند ایمان افروز اور رُوح پرور احوال و ظروف کو پیش کروں گا جو مشاہدات و ملاحظات کی صورت میں ہم تک پہنچے ہیں و باللہ التوفیق !!!

اس مرحلے پر میرا یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ محبت کے اہم موجبات میں سے حسن و احسان کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی صاحبِ دل انسان سے مخفی نہیں ہے کیونکہ یہی وہ دو چیزیں ہیں جو ایک انسان کو اس جیسے دوسرے انسان کا غلام بے دام بناتی ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں ان کے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا دنیا میں کیا مقام ہے ؟

حضورؑ اپنے آقا کی بارگاہِ حسن و احسان میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

يَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْإِحْسَانِ
نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب!
تُو نے آباد اور غیر آباد علاقوں کو یکساں اپنے

حسن و احسان کی روشنیوں سے منور کر دیا ہے۔

احباب کرام! حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس شعر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن و احسان کے ملک کا آفتاب قرار دیا ہے اور میرے نزدیک اس سے بڑھ کر کسی انسان کی تعریف نہیں ہو سکتی)۔

حضورؑ ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ شَمْسٌ مُّنِیْرَۃٌ
وَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَدْرٌ وَّکَوْکَبٗ

کہ رسول اللہؐ تو ایک روشن سورج ہیں اور آپؐ کے سوا جتنے رسول باقی ہیں وہ سب کے سب چاند اور ستارے ہیں جو آپ کے انوار و تجلیات سے روشن ہیں۔"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

چہ آدم چہ نوح و چہ دیگر رسل
ہمہ آمدند از وجودش ظلال
چہ شمس و چہ بدر و چہ دیگر نجوم
ہمہ یافتند از جمالش جمال

یعنی کیا آدمؑ اور کیا نوحؑ اور کیا باقی رسول سبھی سب رسول اللہ کے وجود مبارک کے عکس اور پرتو ہیں۔ یہاں تک کہ چاند اور سورج جو ہمیں ضوفشاں نظر آتے ہیں وہ بھی آپؐ کے انوار و کمالات سے ہی روشنی حاصل کرتے ہیں۔"

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا بھی وہ عالی شان مقام ہے جس کی جمال افروز شعاعیں جب آپؑ اپنے چاروں طرف جلوہ گر پاتے ہیں تو ان کی چمک دمک درخشانی اور خیرگی دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دمِ او بے شمار

کہ اے لوگو! مجھ سے اس سرچشمۂ حسن و احسان کی بابت کیا پوچھتے ہو؟ مجھے تو اس کی چاہِ ذقن میں بھی ہزاروں یوسف ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اس کے انفاس طیبہ کی تپش سے ان گنت مسیح ناصری زندگی کا دم بھرتے دکھائی دیتے ہیں۔"

پس یہ ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا وہ عالی مقام ——— جس کی تاب نہ لا کر آپؑ اپنا تن من دھن بھول جاتے ہیں اور بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں ؎

بسے سہل است از دنیا بریدن
بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ

کہ میرے لئے اس مُردار دنیا سے قطع تعلق کر لینا کوئی مشکل امر نہیں کیونکہ میرے دل و دماغ میں اور جسم کے رُوئیں رُوئیں پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں کی یاد مستولی ہے اور اب دنیا اور دنیا کے تمام دلبر اپنی تمام تر دلفریبیوں اور دلنوازیوں کے ساتھ بھی مجھے اپنی طرف کھینچ نہیں سکتے کیونکہ میں تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا کشتہ بن چکا ہوں۔"

برادرانِ عظام! حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کشتۂ آنِ محمدؐ بننے کے لئے کن کن ابتلاؤں اور آزمائشوں کی جانگداز بھٹیوں سے گزرنا پڑا اور مصائب وخطرات کے کن کن دلخراش اور جگر پاش مراحل کو طے کرنا پڑا ان کی تفصیل کافی طویل ہے۔ میں صرف چند اشاروں پر ہی اکتفا کروں گا۔

حضورؑ فرماتے ہیں ؎

وَكَمْ مِنْ مَصَائِبَ لِلرَّسُوْلِ اَذُوْقُهَا
وَكَمْ مِنْ تَكَالِيْفَ سَمِعْتُ تَوَدُّدَا
وَغَمٍّ يَفُوْقُ ظَلَامَ لَيْلٍ مُظْلِمٍ
وَهَوْلٍ كَلَيْلِ السَّلْخِ يُبْدِيْ تَهَدُّدَا

کہ کتنے ہی خوفناک مصائب ہیں جن کو میں عشقِ رسولؐ میں خوشی خوشی برداشت کر رہا ہوں اور کتنی ہی المناک تکلیفیں ہیں جن کو میں نے محبتِ رسولؐ میں اپنے وجود پر وارد کیا ہے۔ اور کئی غم ہیں جو تاریک و تار راتوں سے بھی اپنی سیاہی میں بڑھ گئے ہیں مگر میں ان کو بھی عشقِ رسولؐ میں ذوق و شوق سے برداشت کر رہا ہوں۔ اور ایسی ہولناک دہشتوں کا بھی میں نے سامنا کیا ہے جو سلخ (مہینے کی آخری تاریخوں) کی تاریک راتوں کی طرح ہر آن مجھے ڈرا رہی تھیں۔"

پس یہ ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی آرزو جس نے آپ کو عشقِ رسول اللہؐ کے بلند و بالاترین مقام پر لا کھڑا کیا جہاں آپ نے یہ نعرہ بلند کیا تھا ؎

کربلائیست سیرِ ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ میں عشقِ رسولؐ میں اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں کربلا کے میدان کی مصیبتوں کا شکار رہوں اور میرے وجود میں دنیا نے سو بار "شانِ حسینیت" کا جلوہ دیکھا ہے کیا اب بھی میرے عاشقِ رسول ہونے میں کوئی شک ہے؟"

معزز بھائیو! آپؑ کی یہی بے مثال "شانِ حسینیت" ہے جس کی بابت آپؑ فرماتے ہیں ؎

دریغا! گر دہم صد جاں دریں راہ
نباشد نیز شایانِ محمدؐ

کہ اگر میں رسول اللہؐ کی راہ میں سو بار بھی جان فدا کر دوں تو مجھے پھر بھی یہ افسوس رہیگا کہ میری یہ قربانی آپؐ کے شایانِ شان نہ تھی۔"

سو یہی وہ بے مثال محبت اور جذبۂ فداکاری ہے جس کی طوفانی موجوں کے سپرد اپنی کشتیٔ حیات کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں ؎

وَلَمَّا رَأَيْتُ النَّفْسَ سَدَّ مَحَجَّتِيْ
أَسْلَمْتُهَا كَالْمَيْتِ فِي الْبَيْدَاءِ
وَاِنِّيْ شَرِبْتُ كُؤُوْسَ مَوْتٍ لِلْهُدٰى
فَرَأَيْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَيْنَ بَقَائِيْ
اِنِّيْ اَمُوْتُ وَلَا يَمُوْتُ مَحَبَّتِيْ
يُدْرٰى بِذِكْرِكَ فِي التُّرَابِ نِدَائِيْ

کہ جب میں نے عشقِ رسولؐ کے رستہ میں اپنے

نفس کو روک پایا تو میں نے اس کو بھی اس خارزارِ عشق میں مُردوں کی طرح چھوڑ دیا۔ اور اپنے محبوب کا زندگی بخش جامِ وصال پینے کے لئے موت کے کئی پیالے بے تابانہ لبوں سے لگا لئے تا آنکہ موت کی وادی سے گزر کر میں نے اس سرچشمۂ آبِ حیات کو پا لیا جس کی مجھے مدتوں سے تلاش تھی۔ اب میں تو مر چکا ہوں مگر میری رسول اللہؐ سے محبت نہیں مر سکتی۔ بلکہ میرے مرنے کے بعد بھی میری قبر سے اس کی محبت آفریں صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔"

پھر یہی وہ آپؐ کی زندگی بخش محبت اور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ حسن و احسان ہے جس کی بابت آپؐ خود فرماتے ہیں ؎

اے محبت! عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی
ذرہ را تو بیک جلوہ کنی خورشید
اے بسا خاک کہ چوں ماہِ تاباں کردی
جان کس ندہد بہرِ کس از صدق و صفا
راست این است کہ این جنس تو ارزاں کردی
تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں! گرد تو گردم کہ چہ احسان کردی
آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

کہ اے میرے پیارے محبوب کی محبت! تیرے بڑے ہی عجیب و غریب آثار ہیں کیونکہ تُو نے محبوب کے راستہ میں زخم کی تکلیف اور مرہم کی راحت کو میرے لئے یکساں کر دیا ہے اور تیری بے پناہ طاقت کا یہ عالم ہے کہ تُو نے ایک ذرۂ بے مقدار کو اپنے ایک ہی جلوہ سے خورشیدِ درخشاں بنا دیا ہے اور خاک کی چٹکی کو چمکتے ہوئے چاند کی صورت میں ضوفشاں کر دیا ہے۔ بلا شک دُنیا میں کوئی بھی کسی کی خاطر اپنی جانِ عزیز کو صدق و صفا سے قربان نہیں کر سکتا مگر اے محبت! یہ تیرا ہی کرشمہ ہے کہ تُو نے اس نایاب جنس کو بھی ہمارے لئے ارزاں کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ میں جب تک عشقِ رسولؐ میں دیوانہ نہ ہوا تھا میرے سر میں ہوش نہیں آیا تھا۔ پس اے جنونِ عشق! میرے دل کی یہ تمنا ہے کہ تیرے ہی ارد گرد طواف کرتا رہوں کہ تُو نے مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ وہ مسیح جسے لوگ آسمان پر بیٹھا ہوا خیال کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہی آسمان سے اُترے گا تُو نے اے محبتِ خدا و رسولؐ! اپنی کرشمہ سازی سے اسے اِس زمین سے پیدا کر دکھایا ہے۔"

پس یہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا عالی شان مقام جس کی بابت آپؐ نے فرمایا تھا ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیحِ ناصری شد از دمِ او بے شمار

کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے چاہِ ذقن میں مَیں نے ہزاروں یوسف غلطاں دیکھے ہیں اور آپؐ کے دم سے بے شمار مسیح ناصری اُٹھتے ہوئے ملاحظہ کئے ہیں جن میں سے ایک آپؑ کا اپنا وجود بھی تھا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپؑ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں ؎

يَا لَلْفَتٰى مَا حُسْنُهٗ وَجَمَالُهٗ
رَيَّاهُ يُصْبِي الْقَلْبَ كَالرَّيْحَانِ

وَجْهُ الْمُهَيْمِنِ ظَاهِرٌ فِيْ وَجْهِهٖ
وَشُئُوْنُهٗ لَمَعَتْ بِهٰذَا الشَّانِ

وَلِذَا يُحَبُّ وَيَسْتَحِقُّ جَمَالُهٗ
شَغَفًا بِهٖ مِنْ زُمْرَةِ الْاَخْدَانِ

واہ واہ! کیا کہنے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے جس کی مست کن خوشبو نے ہمارے دل کو ریحان کی طرح اپنا والہ و شیدا بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چہرہ آپؐ کے چہرہ میں جھلملاتا نظر آتا ہے اور آپؐ کے تمام احوال و ظروف میں خدائی شان جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ ہمارے محبوب و دلآرام بن گئے اور واقعہ میں آپ کا جمال اس بات کا مستحق ہے کہ تمام حلقۂ یاراں کو چھوڑ کر آپؐ سے محبت کی جائے۔"

پھر فرماتے ہیں ؎

سُمْحٌ كَرِيْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰى
خَرْقٌ وَفَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْيَانِ

فَاقَ الْوَرٰى بِكَمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ
وَجَلَالِهٖ وَجَنَانِهِ الرَّيَّانِ

لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى
رِيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ
خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانِ

"وہ خوش خلق ہے، معزز ہے اور صاحبِ جُود و عطا ہے۔ وہ تقویٰ دوست ہے، کریم اور سخی ہے اور سب جوانوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ وہ اپنے کمالات اور شانِ جلالی اور شانِ جمالی اور دل کی شگفتگی اور شادابی کی وجہ سے تمام کائناتِ عالم سے بڑھ گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا سے بہتر ہیں۔ شرفاء کی قوت و روح ہیں اور منتخب بزرگوں میں سب سے چیدہ بزرگ انسان ہیں۔ آپؐ کے وجود میں فضیلت کی تمام خوبیاں اپنے کمالات کے ساتھ مجتمع ہیں اور تمام زمانوں کی نعمتیں آپؐ کی ذاتِ بابرکات پر ختم ہو چکی ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں ؎

وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ
وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

هُوَ فَخْرُ كُلِّ مُطَهَّرٍ وَمُقَدَّسٍ
وَبِهٖ يُبَاهِي الْعَسْكَرُ الرُّوْحَانِيْ

هُوَ خَيْرُ كُلِّ مُقَرَّبٍ مُتَقَدِّمٍ
وَالْفَضْلُ بِالْخَيْرَاتِ لَا بِزَمَانِ
هُوَ جَنَّةٌ إِنِّي أَرَى أَثْمَارَهُ
وَقُطُوفَهُ قَدْ ذُلِّلَتْ لِجَنَانِ
أَلْفَيْتُهُ بَحْرَ الْحَقَائِقِ وَالْهُدَى
وَرَأَيْتُهُ كَالدُّرِّ فِي اللَّمَعَانِ

خدا کی قسم! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے آستانہ پر کھڑے ہیں اور آپؐ کے ذریعہ سے ہی بارگاہِ خداوندی میں رسائی ممکن ہے۔ آپؐ ہر مطہر او رمقدس وجود کے لئے باعثِ فخر ہیں اور خدا کے نیک بندوں کا لشکر آپؐ کے وجود پر مفتخر و نازاں ہے۔ آپؐ ہر پہلے مقرب سے افضل ہیں کیونکہ فضیلت زمانے پر موقوف نہیں بلکہ نیکی کے کارہائے نمایاں پر دارو مدار رکھتی ہے۔ آپ ایک جنّت ہیں جس کے پھل اور خوشے جھکا کر میرے دل کے قریب کر دیئے گئے ہیں اور مَیں نے آپؐ کو حقائق اور ہدایت کا سمندر پایا ہے اور آب و تاب میں آپؐ کو دُرِّ تاباں کی طرح چمکتے دیکھا ہے۔

معزز قارئین! حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کے جن اَن گنت اور لازوال نقوش کو ہمارے دلوں میں اُجاگر کرنا چاہا ہے مَیں ان کے کیف بار سرمدی ذکر کو چھوڑتا ہوا اب آپ کے سامنے اس "بے پایاں محبت" کے چند احوال و ظروف عرض کرنا چاہتا ہوں جس نے آپؐ کو فرش سے اُٹھا کر عرش کے کنگرے کا تارا بنا دیا۔ حضورؑ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تارو پودِ من بسراید بعشق او
از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پُرم

کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے بعد اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشۂ عشق میں مخمور ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کفر ہے تو خدا کی قسم! مَیں سخت کافر ہوں۔ ہاں ہاں! میرا ہر رگ و ریشہ آپؐ کے عشق کے راگ گا رہا ہے مَیں اب اپنی تمام خواہشات سے خالی ہو چکا ہوں، مگر رسول اللہؐ کے غمِ عشق سے میرا کاشانۂ دل معمور ہے۔"

حضرات! یہ ہے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا معراج ——— حضور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے لقب سے ملقب تھے اور آپؐ نے ہی یہ بلند آواز سے کہا تھا ؎

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

دیکھا آپ نے! یہ جری اللہ "شیرِ خدا" کس ڈنکے کی چوٹ اپنے دشمنوں کو کہہ رہا ہے:- ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ اگر خدا کے بعد رسول اللہ ؐ سے عشق کرنا کفر ہے تو بخدا میں سب سے بڑا کافر ہوں۔"

اور اس سے بھی بڑھ کر وہ اس وقت جلال و عظمت سے کلام کرتا ہے جب وہ اپنے محبوب کے ارفع و اعلیٰ مقام سے دنیا والوں کو خبردار کرتا ہے۔ اور بہ بانگِ دہل یہ صدا بلند کرتا ہے ؎

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
قلبِ احمد را نہ بینم من دگر عرشِ عظیم

کہ لوگو! مجھے قطعاً اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ تم میری اس بات کو سُن کر مجھے کافر کہو گے یا ملحد اور ضال قرار دے کر گردن زدنی ٹھہراؤ گے مگر میں سچی بات کہنے سے رُک نہیں سکتا کہ میرے نزدیک آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ صافی ہی عرشِ عظیم ہے نہ کوئی اور۔"

بس سچ ہے جو آپ نے فرمایا تھا ؎

دلبر کی راہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے

دیکھیے! آپ کفن بردوش ہو کر شہادت گاہِ عشق میں یہ نعرہ بلند کرتے ہیں ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اوّل کسے کہ لافِ تعشق زند منم

کہ اے میرے محبوب! اگر تیرے کوچے میں عاشقوں کے سر قلم کئے جائیں تو پہلا شخص میں ہوں گا جو وہاں عشق کا نعرہ بلند کرے گا۔"

پھر فرماتے ہیں ؎

تیغ گر بارد بکوئے آں نگار
آں منم کاوّل کند جاں را نثار

کہ اگر میرے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی میں تلوار چلے تو سب سے پہلا شخص جو وہاں اپنی جان قربان کرے گا وہ میں ہوں گا۔"

جاں نثاری اور فدا کاری کے اس جذبہ کو ایک اور رنگ میں یوں پیش فرماتے ہیں۔ فرمایا ؎

منکہ مے بینم رُخِ آں دلبرے
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

میں جو اس دلبر کا چہرہ دیکھ رہا ہوں اگر کوئی اسے اپنا دل نذرانہ دے تو میں اس پر اپنی جان نثار کر دوں گا۔

حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے ان ارشادات میں جس فداکاری کے جذبہ کو بار بار پیش فرمایا ہے وہ محض ایک لاف زنی نہیں بلکہ آپؑ کی تمام زندگی گواہ ہے کہ آپؑ نے اس جذبۂ جاں نثاری کا عملی ثبوت دینے کے لئے کبھی بھی پس و پیش نہیں کیا بلکہ آپؑ ہمیشہ ہر پُرخطر مقام پر ہتھیلی پر جان رکھ کر آگے بڑھے یہاں تک کہ مولویوں نے آپؑ کو گردن زدنی ٹھہرایا۔ آریوں نے آپؑ کے قتل کے منصوبے سوچے۔ عیسائیوں نے آپؑ کو تختۂ دار کی زینت بنانے کی سازشیں کیں۔ حکومتِ وقت نے آپؑ کو زیرِ نگرانی رکھا۔ الغرض مخالفت کے طوفان اُٹھے، عداوت

کے سیلاب اُمڈے، حوادث کی آندھیاں چلیں اور بار بار چلیں، مصائب کے پہاڑ ٹوٹے اور خطرناک صورت میں ٹوٹے مگر آپؑ تھے کہ ان بپھرے ہوئے طوفانوں میں بھی مسکراتے ہوئے آگے بڑھے اور عشقِ محمدی کے جوش میں یہ گاتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے ؎

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رُو ز ایوانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
تو جانِ ما منوّر کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ
نباشد نیز شایانِ محمدؐ

یعنی میرا سر رسولِ پاکؐ کی خاک پر نثار رہے اور میرا دل ہر وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو رہا ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے گیسوؤں کی قسم کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ پر نثار ہو چکا ہوں۔ اور اگر آپؐ کے رستہ میں مجھے قتل بھی کر دیا جائے بلکہ جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو میں پھر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ حسن سے کبھی مُنہ نہ پھیروں گا کیونکہ مجھے کسی اور معشوق سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ میں تو صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا کشتہ ہوں۔ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانؐ تجھ پر میری جان قربان ہو کہ تُونے اپنے عشق کی چنگاری سے میری جان کو روشن کر دیا ہے، اب اگر میں تیری راہ میں سو بار بھی جان فدا کروں تو مجھے یہ افسوس رہے گا کہ میری یہ قربانی آپ کی شان کے شایاں نہ تھی۔

برادرانِ ملّت! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جانے کا یہ جذبہ آپؐ کے عاشقِ صادق حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو کتنی بار کشاں کشاں "شہادت گاہِ عشق" میں لے آیا اس کا آج ہم اندازہ ہی نہیں کر سکتے کیونکہ آپؑ کی زندگی تو اِس ڈھب سے گزر رہی تھی ؎

روز مرتا ہُوں روز جیتا ہُوں
جب تیرے شہر سے گزرتا ہُوں

حضورؑ خود فرماتے ہیں ؎

لِحِبِّیْ خَوَاصٌ لِلْوِصَالِ وَ فُرْقَةٍ
فَفِی الْقُرْبِ یُحْیِیْنِیْ وَفِی الْبُعْدِ یُوْبِقُ

کہ میرے محبوبؐ کے عجیب و غریب خواص ہیں۔ وہ اپنا قرب بخش کر مجھے زندگی سے سرفراز کر دیتا ہے اور مجھ سے بُعد اختیار کر کے مجھے موت کے سپرد کر دیتا ہے۔"

سو یہ صحیح اور بالکل صحیح ہے کہ آپؐ روزانہ دن میں کئی کئی بار مرتے تھے اور زندہ ہوتے تھے۔ چنانچہ جب بھی آپؐ کے مقدس آقا پر بدبخت معترض گندے اعتراض کرتے تھے تو آپؑ تڑپ اٹھتے تھے اور قربان ہونے کا جذبہ آپؑ کے دل میں مچل اٹھتا تھا اور بے اختیار بارگاہِ محبوب میں مجسم قربانی بن کر یہ کہنے پر مجبور ہوتے تھے ؎

یا نبی اللہ! نثارِ روئے محبوبِ توام
وقف راہت کردہ ایں سر کہ بر دوش است بارؔ
تا بمن نورِ رسولِ پاکؐ را بنمودہ اند
عشقِ او در دل ہمے جوشد چو آب از آبشارؔ
آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقے مے جہد
یک طرف اے ہمدمانِ خام از گردِ جوارؔ
یا رسول اللہ بروئیت عہدِ دارم استوار
عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوارؔ
یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی شکلِ خویش
یاد کن ہم وقتِ دیگر کآمدی مشتاق وارؔ
یاد کن آں لطف و رحمت ہا کہ بامن داشتی
واں بشارت ہا کہ میدادی مرا از کردگارؔ
یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا
آں جمالے آں رخے آں صورتے رشکِ بہارؔ

اے نبی اللہ! میں تیرے پیارے چہرہ پر قربان جاؤں میں نے تیرے رستہ میں اپنا سر وقف کر رکھا ہے۔ ہاں وہی سر جو میرے کندھوں پر ایک بوجھ ہے۔ چنانچہ جب سے مجھے آپؐ کا نورِ جمال دکھایا گیا ہے آپؐ کا عشق میرے دل میں اس طرح جوش مار رہا ہے جس طرح ایک آبشار سے پانی جوش سے گرتا ہے عشق کی آگ میرے سانس سے بجلی کی طرح نکلتی ہے پس اے خام طبیعت ساتھیو! تم میرے پاس سے ایک طرف ہٹ جاؤ کہ کہیں یہ آگ تمہیں بھسم نہ کر دے کیونکہ اس کی برداشت کی طاقت تم نہیں رکھتے۔ اے رسول اللہ! میں آپ کے مبارک چہرے کے ساتھ ازلی پیوند رکھتا ہوں۔ میرے دل میں آپ کا عشق اس زمانے سے ہے جبکہ میں ہنوز طفلِ شیرخوار تھا۔ اے رسول اللہ! وہ وقت یاد کریں جب آپ نے مجھے کشف میں اپنا مبارک چہرہ دکھلایا تھا۔ اور پھر وہ وقت بھی یاد کریں جب آپ میری طرف عالمِ کشف میں مشتاقانہ رنگ میں بڑھے تھے۔ ہاں! وہ وقت بھی یاد کریں کہ جب آپ نے مجھ پر لطف و عنایات کی بارش برسائی تھی۔ اور پھر وہ بشارتیں بھی یاد کریں جو آپ نے خدا کی طرف سے مجھے دی تھیں۔ ہاں ہاں وہ وقت بھی یاد کریں کہ جب آپ نے عین بیداری میں مجھے اپنا جلوہ دکھایا تھا —— وہ بے نظیر حسن و جمال —— وہ درخشندہ چہرہ —— اور وہ دلکش صورت جو دنیا کی تمام بہاروں کے لئے مقامِ رشک ہے۔"

قارئینِ کرام! میں اس مقام پر مجبور ہوں کہ یہ کہوں کہ دنیا والے کہتے آئے ہیں ؎

الفت کا تب مزا ہے کہ ہوں وہ بھی بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

میں نہیں کہہ سکتا کہ "عشقِ رسول اللہؐ کی کیف انگیز روحانی منزلوں" کو طے کرتے ہوئے کس کس عاشقِ رسولؐ کو آپؐ کی زیارت وملاقات کے مدبھرے عرفانی جام نصیب ہوئے مگر میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بحرِ عشقِ محمدؐ کے وہ گوہر یک دانہ ہیں جن کو یہ دولتِ دیدار فراواں ملی ہے اور وہ جو کہتے ہیں ؎

عشق والو! عشق میں پیدا کرو اتنا اثر
حُسن خود مجبور ہو تم کو بُلانے کے لئے

ہم اسے یہاں پُوری شان وشوکت سے جلوہ گر پاتے ہیں۔ خود یہ عاشقِ رسولؐ کہتا ہے ؎

دوستی بھی ہے عجب جس سے ہوں دو دُوستی
آ ملی الفت سے الفت ہو کے دو دل پر سوا
دیکھ لو میل ومحبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جُھک کر دوسرے دل کو شکار

ہم دیکھتے ہیں کہ جب یہ عاشقِ رسولؐ اپنے محبوب کے فراق میں تڑپتا ہے اور اوروں کو تڑپاتا ہے تو رسول اللہؐ خود اس کو تسلی دینے آتے ہیں۔ اور آپؑ ہیں کہ ایک عاشقِ صادق کی طرح اپنے محبوب کے ان تسلی آمیز کلمات کو حرزِ جان بنائے تصورِ جاناں میں محو ہیں۔ گویا وہی حقیقت ہے جو غالب نے کہا تھا ؎

جی ڈھونڈتا تھا پھر وہی فرصت کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے

غور فرمائیے کہ آپؑ کس مزے سے تصورِ جاناں میں مست گنگنا رہے ہیں ؎

یاد کن وقتے کہ در کشفم نمودی شکلِ خویش
یاد کن ہم وقتِ دیگر کآمدی مشتاق وار
یاد کن آں لطف ورحمت ہا کہ بامن داشتی
واں بشارت ہا کہ میدادی مرا از کردگار
یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا
آں جمالے آں رُخے آں صورتے رشکِ بہار

"یا رسول اللہ! وہ وقت یاد کریں جب آپ نے مجھے کشف میں اپنا مبارک چہرہ دکھایا تھا اور وہ وقت بھی یاد کریں جب آپ ایک دفعہ عالمِ کشف میں میری طرف مشتاقانہ رنگ میں بڑھے تھے۔ ہاں وہ وقت بھی یاد کریں کہ جب آپ نے مجھ پر لطف وعنایات کی بارش برسائی تھی۔ اور پھر وہ بشارتیں بھی یاد کریں جو آپ نے خدا کی طرف سے مجھے دی تھیں۔ ہاں ہاں وہ وقت بھی یاد کریں جب آپ نے عین بیداری میں مجھے اپنا جلوہ دکھایا تھا ——— وہ بے نظیر حسن وجمال ——— وہ درخشندہ چہرہ ——— اور وہ دلکش صورت ——— جو دنیا کی تمام بہاروں کے لئے مقامِ رشک ہے۔"

پس یہ وہ مقامِ عشقِ رسول اللہؐ ہے جس میں آپؑ یقیناً دوسرے عاشقوں سے منفرد اور ممتاز ہیں اور اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپؑ نے جس "نظریہ عشق" کو زندہ خدا اور زندہ رسولؐ کے تخیل کی صداقت کے لئے پیش فرمایا تھا اس میں

آپ کامل تجربہ رکھتے تھے کیونکہ آپ نے ہی اس گئے گزرے زمانے میں "زندہ خدا" کے ثبوت میں یہ کہا تھا ؎

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

اور یہ آخر الذکر وہی بات ہے جس کا "سلف صالحین" یوں اظہار کرتے آئے ہیں ؎

عشق مے خواہد کلام یار را
رو بپرس از عاشق ایں اسرار را

کہ عشق کا حقیقی مقصد و مدعا تو معشوق سے ہمکلام ہونا ہوتا ہے۔ جاؤ اس راز کی حقیقت کسی عاشقِ صادق سے پوچھ لو۔

پس زمرۂ عشاق میں یہ آپ کو ہی فخر حاصل ہے کہ آپ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں بھی دیکھا اور بیداری میں بھی دیکھا اور اس کی ملاقات کے آبِ زلال سے دیدار کی پیاس کو بجھایا اور ہجر کی آتش سوزاں کو ٹھنڈا کیا۔

آپؑ کیا وجد بھرے الفاظ میں ان ملاقاتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

وَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ جَمَالَہٗ
بِعُیُوْنِ جِسْمِیْ قَاعِدًا بِمَکَانِیْ

خدا کی قسم! میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس مکان میں اپنے جمال کی تمام تابانیوں کو لئے جلوہ فرما ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں ؎

وَرَاَیْتُ فِیْ رَیْعَانِ عُمْرِیْ وَجْھَہٗ
ثُمَّ النَّبِیُّ بِیَقْظَتِیْ لَاقَانِیْ
لَقَدْ اُحْیِیْتُ مِنْ اِحْیَائِہٖ
وَاھًا لِاِعْجَازٍ فَمَا اَحْیَانِیْ

میں نے آغازِ جوانی میں ہی آپؐ کا روئے مبارک دیکھا ہے۔ پھر آپؐ نے عین بیداری کے عالم میں بھی مجھے شرفِ ملاقات سے نوازا ہے اور یقیناً میں آپؐ کے زندہ کرنے سے ہی زندہ ہوا ہوں۔ پس کیا ہی آپ کا اعلیٰ زندگی بخش اعجاز ہے اور کیا ہی اچھا آپ نے مجھے زندہ کیا ہے۔"

حضور علیہ السلام حیاتِ مسیحؑ کے قائلین سے مخاطب ہیں ؎

قَدْ مَاتَ عِیْسٰی مُطْرِقًا وَنَبِیُّنَا
حَیٌّ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ وَافَانِیْ

کہ حضرت عیسیٰؑ تو فوت ہو چکے اور نبی کریمؐ زندہ ہیں اور خدا کی قسم آپؐ مجھے ملے بھی ہیں"

ان ابتدائی ملاقاتوں کے بعد تو آپ کی قلبی کیفیت کا یہ عالم تھا کہ آپؑ کو ہر وقت اور ہر جگہ جمالِ محمدی کی ندا ہی گونجتی دکھائی دیتی تھی۔ فرماتے ہیں ؎

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است

کہ میں نے اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سُنا ہے کہ ہر جگہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کی صدا گونج رہی ہے۔"

بھائیو! حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ان کے محبوب آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں چھوڑتے ہوئے اور عشق ومحبت کی ان کیف بھری ملاقاتوں کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ کہے بغیر میں اب آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشقِ رسولؐ اس رنگ میں بھی دیگر عاشقینِ رسولؐ سے ممتاز اور منفرد ہے کہ آپؑ کے محبوب آقا کے نام لیوا آپؑ کو شب وروز تنگ کرتے ہیں، آپؑ پر گند اچھالتے ہیں، پتھر مارتے ہیں، واجب القتل قرار دیتے ہیں مگر آپ ہیں کہ اس ظلم وستم کو یہ کہہ کر پی جاتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعویٔ حُبِّ پیمبرم

اے میرے دل! تُو ان لوگوں کا جو تجھے شب و روز تنگ کرتے ہیں اور تجھ پر گند پھینکتے ہیں اور پتھر مارتے ہیں اسلئے لحاظ رکھ کہ آخر وہ میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔

اللہ اللہ! کیا شانِ محبتِ رسولؐ ہے کہ جانی دشمنوں کے متعلق بھی اپنے دل کو یہ وعظ کیا جاتا ہے کہ وہ لاکھ بُرے سہی مگر پھر بھی میرے محبوبؐ کی محبت کا دم تو بھرتے ہیں اسلئے اے میرے دل! تُو ان کو بھی اپنی پناہوں میں جگہ دے اور ان کے لئے بھی دعا کر۔

محبتِ رسولؐ کا یہ پہلو کتنا ہی لطف انگیز اور رُوح پرور ہے کہ رسول اللہؐ کی اُمت کے افراد آپؑ پر ظلم ڈھاتے اور ستم توڑتے ہیں، مگر آپؑ ہیں کہ بالکل خاموش کھڑے ہیں۔ نہ قاضیٔ شہر کے پاس جاتے ہیں، نہ خدا تعالیٰ کے حضور فریاد کرتے ہیں، ہاں شاید حضورؐ صاحبِ اُمت سے کچھ کہنا چاہتے ہیں مگر کچھ کہہ نہیں سکتے کہ اتنے میں دُکھی دل کی فریاد لب پہ آجاتی ہے بیقرار ہو کر چلا اُٹھتے ہیں ؎

مَنْ مُخْبِرٌ مِنْ ذِلَّتِیْ وَمُصِیْبَتِیْ
مَوْلَایَ خَتْمَ الرُّسُلِ بَحْرَ عَطَاءٖ

کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان بھی ہے جو میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میری مصیبت و ذلت کی دردبھری داستان عرض کرے۔"

دُکھی دل کی اس فریاد سے امید بندھی تھی کہ شاید آپؑ رسول اللہؐ کے پاس جا کر ایذا پہنچانے والے مسلمانوں کے خلاف کچھ فریاد کریں گے مگر ہم یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ جونہی آپؑ آستانۂ رسولؐ پر حاضر ہوتے ہیں آپؑ مسلمانوں کے سب ظلم وستم بھول جاتے ہیں اور اپنے پیارے محبوبؐ کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے لگ جاتے ہیں۔ سُنئے! عرض کرتے ہیں ؎

یَا طَیِّبَ الْاَخْلَاقِ وَالْاَسْمَاءِ
اَفَاَنْتَ تُبْعِدُنَا مِنَ الْاٰلَاءِ

اَنْتَ الَّذِیْ شَغَفَ الْجَنَانَ مَحَبَّۃً
اَنْتَ الَّذِیْ کَالرُّوْحِ فِیْ حَوْبَائِیْ

اَنْتَ الَّذِیْ قَدْ جُذِبَ قَلْبِیْ نَحْوَہٗ
اَنْتَ الَّذِیْ قَدْ قَامَ لِلْاِصْبَاءِ
اَنْتَ الَّذِیْ بِوِدَادِہٖ وَبِحُبِّہٖ
اُیِّدْتُ بِالْاِلْہَامِ وَالْاِلْقَاءِ

اے وہ ذاتِ والاصفات! جو طیب الاخلاق والاسمار ہے کیا تو ہمیں اپنی نعمتوں سے محروم کر دیگا حالانکہ تو وہ ذاتِ بابرکات ہے جس کی محبت میرے دل کی گہرائیوں میں اپنا گھر بنا چکی ہے اور تو وہ پیارا وجود ہے جو میرے جسدِ خاکی میں رُوح کی طرح جلوہ گر ہے۔ ہاں ہاں! تو وہ ہے جس نے میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور تو میری دلنوازی کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اور یہ آپ کی محبت و الفت کا صدقہ ہے کہ خدا نے مجھے الہام و القاء کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔"

غور فرمائیے! کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی والہانہ محبّت رکھتے تھے حضورؑ آپؐ کے آستانہ پر مسلمانوں کے ظلم و ستم کی شکایت کرنے گئے تھے مگر پہنچے ہیں ایسی ہی داستانِ عشق کو یقیناً دنیا کے محبت میں اس طرزِ محبت کی مثال نہیں مل سکتی۔

اور دیکھئے! مسلمان آپؑ کو شب و روز تنگ کرتے ہیں بے تحاشہ گالیاں دیتے ہیں کافر قرار دیتے ہیں۔ آپؑ ان کے اس رویّہ سے نالاں و پریشاں ہیں۔ دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوتے ہیں مگر اب کی دفعہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ صرف اتنا ہی کہہ پاتے ہیں ؎

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

یہاں تک کہ آخر وہ دن بھی آجاتا ہے جب مسلمان آپؑ کو کھلم کھلا کافر اور واجب القتل کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ تب آپؑ پھر دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں ؎

یَا سَیِّدِیْ قَدْ جِئْتُ بَابَکَ لَاھِفًا
وَالْقَوْمُ بِالْاِکْفَارِ قَدْ آذَانِیْ

اے میرے آقا! اے میرے آقا! میں بے بس مظلوم فریادی بن کر تیرے دروازے پر آیا ہوں۔ دیکھ! قوم نے مجھے کافر کہہ کر سخت دُکھ دیا ہے۔"

مگر قربان جاؤں! شکایت اب بھی بد دعا کے رنگ میں نہیں کی صرف اتنا ہی کہہ پائے ہیں ؎

وَ اَکْفَرَنِیْ قَوْمِیْ فَجِئْتُکَ لَاھِفًا
وَکَیْفَ یُکَفَّرُ مَنْ یُّوَالِیْ مُحَمَّدًا

کہ اے آقا! قوم نے مجھ کو کافر قرار دیدیا ہے اور میں آپ سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ وہ شخص کس طرح کافر قرار دیا جا سکتا ہے جس کے رگ و ریشہ میں آپ کی محبت رچ چکی ہو۔"

لیکن اس پر بھی جب قوم اپنے ظلم و ستم سے باز نہیں آتی تو پھر دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں ؎

تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

مگر اتنا کچھ کہنے اور کرنے کے باوجود بھی اُمتِ محمدیہؐ جب آپؐ پر ظلم و ستم کے تیر برسانے سے باز نہیں آتی تو ایک دفعہ پھر دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں ؎

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

اب اور دیکھئے! حضورؑ کے بعض معاندین جب اپنی شرارتوں میں حد سے بڑھ جاتے ہیں تو آپ انکی شرارتوں کے خلاف اپنے محبوب رسولِ خداؐ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور لوگوں کی ایذادہیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

آنچہ مارا از دو شیخِ شوخ آزارے رسید
یا رسول اللہ بپرس از عالمِ ذوالاقتدار
حالِ ما و شوخیٔ ایں ہر دو شیخِ بد زباں
جملہ دادند خدائے حال دان و بردبار
نامِ من دجّال و ضال و کافرے بنہادہ اند
نیست اندر زعمِ شاں چوں من پلیدِ زشت خوار
ہیچ کس را بر منِ مظلوم و غمگیں دل نسوخت
جز تو کاندر خوابہا رحمت نمودی بار بار

اے رسول اللہ! ہمیں ان دو شوخ مولویوں سے جو دُکھ پہنچے ہیں ان کا حال آپ خداوند ذوالاقتدار سے پُوچھ لیں کیونکہ ہمارے حال اور ان مولویوں کی شوخی سے وہ علیم و خبیر اور بردبار خدا خوب واقف ہے۔ انہوں نے میرا نام دجّال و گمراہ اور کافر رکھ چھوڑا ہے اور ان کے خیال میں دنیا میں مجھ سا کوئی ناپاک، بد اور ذلیل انسان نہیں۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ مجھ مظلوم اور غمگین کی ان مصیبتوں پر کسی کا

تیرے سوا دل نہیں پسیجا کیونکہ تُو ہی وہ مہربان آقا ہے جس نے خوابوں میں آ آ کر مجھ پر لطف و کرم کی بارش برسائی ہے۔"

سبحان اللہ! کیا رنگِ محبت ہے اور شکوہ و شکایت کا کیا انوکھا اور البیلا اندازِ بیان ہے جس کو ہم نے نہ پہلے سُنا ہے اور نہ دیکھا ہے اور اس کا یہ اثر ہے کہ محبوب خود اپنے عاشقِ صادق کے پاس آ جاتا ہے، اس کو تسلی دیتا ہے اور آسمانی بشارتوں سے نوازتا ہے۔

پس کیا چشمِ عالم نے آج تک کوئی ایسا عاشق دیکھا ہے اور نگاہِ فلک نے ایسا محبوب ڈھونڈ پایا ہے کہ جب عاشق اپنے دشمنوں کے ظلم و ستم سے گھبرا گیا ہو تو محبوب خود اس کی تسکینِ خاطر کے لئے اس کے پہلو میں آ موجود ہوا ہو، اس کو تسلی دی ہو اور آسمانی بشارتوں سے اسے نوازا ہو۔ مجھے کہنے دیجئے کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔

معزز احباب! غور فرمائیے کہ ایک طرف حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے عشق کی کیفیت ہے کہ اپنے محبوب آقا کے نام لیواؤں کی تمام تر شرارتوں اور ایذارسانیوں کے باوجود بھی ان کو کچھ نہیں کہتے مگر دوسری طرف "غیرتِ حُبِّ رسولؐ" کے جوش کی یہ فراوانی ہے کہ جب بھی کوئی دشمن تو آپؐ کے محبوب رسولؐ پر گندہ اعتراض کرتا ہے تو آپؑ "رحیم و کریم" ہوتے ہوئے بھی اُس سے انتقام لینے کی ٹھان لیتے ہیں کیونکہ حقیقی عشق کا ایک یہ بھی تقاضا ہے کہ عاشق اپنے محبوب کے لئے بے پناہ غیرت رکھتا ہے۔ وہ اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے اور ان کا مقابلہ

کرنے کے لئے اپنی عزیز ترین شے بھی قربان کرنے سے
دریغ نہیں کرتا حتیٰ کہ جان تک کی بھی بازی لگا دیتا ہے
حضورؑ فرماتے ہیں :-

"میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دُکھ
نہیں پہنچایا جتنا ان لوگوں کے اس ہنسی اور ٹھٹھا
نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاکؐ کی
شان میں کرتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع
نے جو وہ خیر البشرؐ کی ذات والا صفات کے خلاف
کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کیا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور
اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست
اور میرے سارے معاون و مددگار میری
آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں، خود
میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری
آنکھ کی پُتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی
تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی
تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں
تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے
لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔
پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی
رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس
ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
کو اپنے محبوب آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے یہی وہ لامحدود غیرت تھی کہ جب آپؑ
نے موعود اقوامِ عالم ہوتے ہوئے بین المذاہبی صلح عام
کی داغ بیل ڈالی اور ہندوؤں سے مصالحت کے لئے
گائے کے گوشت کو ترک کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا
تو اسی غیرتِ رسولؐ کی بے پناہ یورشوں کے جھرمٹ
میں آپؑ نے ببانگِ دہل یہ اعلان فرمایا کہ :-

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر
ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور
آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے
باز نہیں آتے اُن سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں
سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں
اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں
لیکن ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے
پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے
بھی زیادہ پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

(پیغام صلح ص۳۰)

حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کی یہ تحریر آپؑ کے
قلبِ صافی کی آئینہ دار ہے اور اس میں وہ بے پایاں
محبت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے جو
آپؑ کو اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سے تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

رضی اللہ عنہ اس بارے میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؒ کی شہادت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"حضرت مرزا سلطان احمد مرحوم جو حضورؑ کے بڑے صاحبزادہ ہیں اُس زمانے میں جب آپ ہنوز حلقہ بگوشِ احمدیت نہ تھے آپؑ کی اس قلبی کیفیت کی یوں تصویر کھینچتے ہیں کہ ایک بات مَیں نے والد صاحب میں خاص طور پر دیکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تو والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق مَیں نے کبھی کسی میں نہیں دیکھا۔" (سیرت المہدی)

پیارے دوستو! یہ اُس شخص کی شہادت ہے جو اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہ تھا، جس نے حضورؑ کو جوانی سے لے کر وفات تک دیکھا، جس کے تعلقات کا دائرہ اپنی معزز ملازمت اور اپنے ادبی کارناموں کی وجہ سے نہایت وسیع تھا اور اپنے سوشل تعلقات میں بالکل صحیح طور پر یہ کہہ سکتا تھا

ع بجفت خوش حالاں و بدحالاں شدم۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دائرہ احمدیت سے باہر ہونے کے باوجود اس کے عمر بھر کے مشاہدہ کا نچوڑ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والد صاحب کو ایسا عشق تھا جو عشق مَیں نے کبھی کسی میں نہیں دیکھا۔" (الفضل ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء)

غیرتِ ناموسِ رسولؐ کا ایک اَور واقعہ سُنیئے

پنڈت لیکھرام کو کون نہیں جانتا۔ وہ آریہ سماج کا ایک بہت بڑا مذہبی لیڈر تھا جس کی زبان اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں قینچی کی طرح چلتی اور چھُری کی طرح کاٹتی تھی۔ اس نے عمر بھر اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گندے سے گندے اعتراضات کئے۔ آپؑ نے اس کو بڑا سمجھایا مگر وہ دشمنِ حق کب سمجھنے والا تھا۔ آخر آپؑ نے اس کو یہ کہہ کر خوف دلایا ؎

اَلا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ

"اے نادان اور گم کردہ راہ دشمن! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیغِ برّان سے ڈر کہ وہ تیرا قلع قمع کرنے کے لئے تیار ہے۔"

مگر اس کے کانوں پر جُوں تک نہ رینگی۔ یہاں تک کہ آخر وہ دن بھی مطلعِ عالَم پر آشکارا ہوُا جب وہ دشمنِ دینِ محمدی تیغِ برّان کی قہری تجلّی کا شکار ہو کر اس دُنیا سے خائب و خاسر رخصت ہوُا۔

اِسی پنڈت لیکھرام کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی سفر میں لاہور کے ریلوے سٹیشن پر گاڑی کا انتظار کر رہے

تھے کہ یہ دشمن دین کہیں سے ادھر آ نکلا اور دل میں
بغض و عداوت کی آگ دبائے ہوئے حضورؑ کے
سامنے آکھڑا ہوا اور ہندووانہ طریق پر آپؑ کو
سلام کیا مگر آپؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب اس
نے یہ سمجھ کر کہ شاید آپؑ نے دیکھا ہی نہیں رُخ بدل کر
دوسری طرف سے سلام کیا مگر حضورؑ اب کی دفعہ بھی
چُپ رہے اور پنڈت لیکھرام جو کھسیانے ہو کر چلے
گئے۔ تب کسی دوست نے یہ خیال کر کے کہ شاید حضورؑ
نے پنڈت لیکھرام کی آواز کو نہیں سُنا ہوگا۔ عرض کیا
حضور! پنڈت لیکھرام آیا تھا اور سلام عرض کرتا تھا
اس پر حضورؑ نے بڑے باغیرت لہجہ میں فرمایا ــــ
"ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا
ہے۔" (سیرت المہدی)

احباب کرام! یہ اس شخص کا کلام ہے جو ہر
طبقہ کے لوگوں کے لئے مجسم رحمت تھا۔ ہندوؤں
میں بھی اس کے روز کے ملنے والے تھے اور سکھوں میں
بھی اس کے دوست تھے اور عیسائیوں میں بھی اسکے
دوست تھے اور اس نے ہر قوم کے ساتھ انتہائی
شفقت و ہمدردی کا سلوک کیا مگر جب اس کے
محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت کا سوال
آیا تو اس سے بڑھ کر ننگی تلوار دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

غیرت ناموسِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہی وہ بلند و بالا مقام ہے جس پہ کھڑے ہو کر آپؑ
نے کہا تھا:۔

؎

یَا مَنْ یُّکَذِّبُ دِیْنَنَا وَنَبِیَّنَا
وَتَسُبُّ وَجْہَ الْمُصْطَفٰی بِجَفَاءٍ
وَاللّٰہِ لَسْتُ بِبَاسِلٍ یَوْمَ الْوَغٰی
اِنْ لَّمْ اَشُنَّ عَلَیْکَ یَابْنَ بَغَاءٍ

اے وہ بدبخت انسان! جو ہمارے دینِ پاک
اور رسولِ پاکؐ کی تکذیب کرتا ہے اور میرے
پیارے محبوبؐ کو ظلم و جفا سے گالیاں دیتا ہے
خدا کی قسم! مجھ کو بہادر نہ سمجھنا اگر میں اس جنگ
کے دن یکبارگی حملہ کر کے تیری عزت و ناموس
کو خاک میں نہ ملا دوں۔"

معزز حضرات! حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی کتابِ زندگی گواہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے جب بھی غیرت دکھلانے کا وقت آیا
تو آپ اپنے اور بیگانے کی تمیز کو بھول گئے اور جو
کوئی بھی آپؑ کی اس دُکھتی رگ کو چھیڑتا آپ اس
کے لئے جینا محال کر دیتے تھے۔ خود تڑپتے دوسروں
کو تڑپاتے، خود جلتے دوسروں کو جلاتے اور بالآخر
دربارِ خداوندی میں حاضر ہو کر روتے اور بار بار
عرض کرتے ؎

تیر بر معصوم مے بارد خبیثِ بدگہر
آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمیں

کہ اے خدا تیرے معصوم نبی پر ہر خبیث و بدگہر
تیر برسا رہا ہے اب (تیری غیرت کہاں گئی کہ؟)
تو کیوں اس زمین کو پتھر برسا کر تہس نہس نہیں کر دیتا؟"

برادرانِ کرام! خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ کیا آپ نے

کبھی عشق و محبت کی دنیا میں ایسا عاشقِ زار بھی دیکھا ہے جو اس جنتِ ارضی کو محض اس لئے جہنّم کے لپکتے ہوئے شعلوں کے سپرد کرنا چاہتا ہے کہ اس پر رہنے والے کچھ لوگ اس کے محبوب و مطاع کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ مجھے کہنے دیجئے! کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔ یہ عشق صرف حضرت احمد قادیانی کو ہی اپنے محبوب آقا حضرت محمد عربی سے تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ جو یہ دیکھتے ہوئے کہ جب آسمان سے پتھر برسیں گے تو اُن کی زد میں اَن گنت معصوم بچے، عورتیں اور مرد آئیں گے اس کے اپنے دوست اور عزیز بھی آئیں گے۔ مگر اس کو ان سے کیا وہ تو پہلے ہی کہہ چکا ہے :-

"خدا کی قسم! اگر میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون اور مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اللہؐ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔"

غیرتِ محبِ رسولؐ کی ایک روشن تر مثال یہ بھی ہے کہ وہی مسلمان جو رسول اللہؐ کے نام لیوا ہیں اور جن کی ایذا دہی پر آپؑ اپنے دل کو یہ وعظ کرتے تھے ؎

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعویٔ حُبِّ پیمبرم

کہ اے میرے دل! تو اِن مسلمانوں کو جو شب و روز تجھے تنگ کرتے ہیں اور پتھر مارتے ہیں اپنی نگاہ میں رکھ کہ آخر وہ میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تو دم بھرتے ہیں۔"

جب ان میں بھی رسول اللہ کے لئے غیرت کو مفقود پاتے ہیں تو بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں ؎

آں نہ مسلماں بتر از کافر است
کش نبود از پئے آں پاک جوش
سر کہ نہ در پائے عزیزش رود
بارِ گراں است کشیدن بدوش

اے خدا! جس شخص کو بھی رسول اللہؐ کی جوشِ غیرت نہیں ہے وہ مسلمان تو کیا ہوگا کافر سے بھی بدتر ہے۔ اور وہ سر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے قدموں میں نہیں گرتا وہ ایک بارِ گراں ہے جس کو کندھے اٹھائے پھرتے ہیں۔"

پھر ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ ناپاک را
آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

اے خدا! اس ناپاک دل کو ہرگز ہرگز شادماں

نہ رکھ جس کو حضرت احمد مختارؐ کے دین کا فکر نہیں اور وہ آپؐ کی عزت و تکریم کے لئے سرگرم عمل نہیں ہے۔"

پیارے بھائیو! غور کرو کہ وہ شخص جس کی رسول اللہؐ سے عشق و محبت کی یہ کیفیت ہو کہ وہ ابھی ابھی جب مسلمان اس پر پتھر برسا رہے تھے اس کو کافر قرار دے رہے تھے تو یہ کہہ رہا تھا ؎

گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
ان کے غم میں ہم تو ہیں پھر بھی حزین و دلفگار

اور پھر اس نے ہی ان کی فرقت میں یہ نعرہ بھی بلند کیا تھا ؎

اِنِّیْ رَأَیْتُ بِھَجْرِ قَوْمٍ فَارَقُوْا
حَالًا کَحَالَۃِ مُرْسَلٍ کَنْعَانِیْ

کہ آج فرقت قوم میں میرا وہی حال ہے جو حضرت یوسفؑ کے فراق میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا تھا۔"

مگر اب وہی عاشق رسولؐ ہے جو ان مسلمانوں کی بابت خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگ رہا ہے ؎

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ ناپاک را
آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

اے خدا! اس بدباطن مسلمان کو ہرگز خوش نہ رکھ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جوش غیرت نہیں رکھتا۔"

احباب کرام! عشق حقیقی کا ایک یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ عاشق اپنے محبوب کے سامنے اپنے آپکو ایک ذرہ ناچیز کی طرح ڈال دیتا ہے اسے سارے جہان کی خوبیاں اپنے معشوق میں نظر آتی ہیں حتیٰ کہ اسکو اپنے کمالات اور خوبیاں بھی اپنے محبوب کے کمالات کا پرتو اور عکس دکھائی دیتے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ اسکے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب اس کے محبوب کے فیضانِ محبت کا نتیجہ ہے۔

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا تھا جب اپنے محبوب کے سامنے سرِ عقیدت جھکاتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپکو انتہائی کمزور بے بس اور حقیر گردانتے ہیں اور یہاں تک فنا فی المحبوب نظر آتے ہیں کہ اب ان کا اپنا وجود بھی اپنا نہیں رہا بلکہ ان کے محبوب کے فیضانِ کرم کا ہی ایک کرشمۂ نظر ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں ؎

لَقَدْ اُحْیِیْتُ مِنْ اِحْیَائِہٖ
وَاھًا لِاُعْجُوْزِ فَمَا اُحْیَانِیْ

اے لوگو! میں تو ایک مردہ جسم تھا جس کو رسول اللہؐ کے فیضانِ نظر نے زندگی سے سرفراز فرمایا ہے۔ پس میری مخالفت کرنے کی بجائے غور کرو کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر اعلیٰ زندگی بخش اعجاز بخشا گیا ہے۔"

ایک دوسرے مقام پر انتہائی بے چارگی کے عالم میں رسول اللہؐ سے عرض کرتے ہیں ؎

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَ تَحَنُّنٍ
یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

اے میرے آقا! میری طرف بھی رحمت و شفقت کی نظر دیکھو کہ میں آپ کا ایک ادنیٰ ترین غلام ہوں۔"

پھر کہتے ہیں :-

وَ اِنَّا لَجِئْنَا فِیْ عَطَائِكَ رَاغِبًا
وَ مَنْ جَاءَ بَابَكَ سَائِلًا لَا يُثَرَّبُ

"کہ ہم آپ کے درِ دولت پر جُود و سخا کے طالب بن کر آئے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جو کوئی بھی آپ کے دروازے پر سوالی بن کر آیا وہ ناکام نہ پھرا۔"

ایک اور مقام پر کہتے ہیں ؎

فتادم بر آستانت چو خاک
فشاں بر سرم آستین نوال

"کہ اے رسول اللہ! ہم آپ کے آستانۂ عالیہ پر خاک کی مانند پڑے ہیں۔ پس آپ بھی اب ہمارے سر پر دستِ شفقت رکھیے!"

اور آخر میں کہتے ہیں ؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور پھر خدا کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں ؎

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ اعلیٰ کے سامنے یہ آپ کی خاکساری اور عاجزی کی انتہا ہے کہ آپ برملا کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ محبّت کا صدقہ ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں ؎

وَ اللّٰهِ هٰذَا كُلُّهٗ مِنْ مُحَمَّدٍ
وَ يَعْلَمُ رَبِّیْ اَنَّهٗ كَانَ مُرْشِدًا

"کہ خدا کی قسم! میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب میں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ دولت سے حاصل کیا ہے۔ اور میرا خدا جانتا ہے کہ حضورؐ ہی میرے ہادی و مرشد ہیں۔"

ایک اور جگہ پر کہتے ہیں ؎

وَ هٰذَا مِنَ النُّوْرِ الَّذِیْ هُوَ اَحْمَدُ
فِدًى لَكَ رُوْحِیْ يَا مُحَمَّدُ سَرْمَدًا

"کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے سب کا سب اس نور کی برکت سے ہے جس کو احمدؐ کہتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اے میرے پیارے محمدؐ! میری جان تجھ پر قربان ہو۔"

پھر کہتے ہیں ؎

رُبِّيْتُ مِنْ دَرِّ النَّبِيِّ وَ عَيْنِهٖ
وَ اُعْطِيْتُ نُوْرًا مِّنْ سِرَاجِ حِرَاءٍ

"کہ لوگو! میں نے تو شیرِ نبیؐ سے پرورش پائی ہے اور آپؐ کے سرچشمۂ فیض و کرم سے پلا ہوں اور مجھے اس آفتابِ ہدایت سے روشنی بخشی گئی ہے جو غارِ حرا سے طلوع پذیر ہوا تھا۔"

ایک اور جگہ پر کہتے ہیں ؎

"میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ

اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ بجز سچے نبی کے پَیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔"

لطف یہ ہے کہ نور و عرفان کے یہ رواں چشمے جو آپؑ کے اندر بہہ رہے تھے اور جن سے ایک دنیا کی دنیا سیراب ہو رہی ہے اس کی بابت بھی آپ یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ تو صرف کمالِ محمدؐ کے سمندر کا ایک قطرہ ہی ہے جس کو فضلِ خداوندی نے دریا کی صورت میں بدل دیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

کہ حکمت و معرفت کا یہ رواں چشمہ جس سے میں مخلوقِ خدا کو فیض یاب کر رہا ہوں یہ تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے جو میں نے پایا ہے۔"

حضورؑ ایک اور مقام پر رقم فرماتے ہیں:۔

"یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں ہرگز یہ شرفِ مکالمہ و مخاطبہ نہ پاتا۔" (تجلّیاتِ الٰہیہ)

پس کتنا ہی بدبخت و بدبیں ہے وہ شخص جو اس خاکساری اور فروتنی کے باوجود بھی آپؑ پر یہ الزام دھرتا ہے کہ آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل نبوت کا دعویٰ کیا ہے یا آپؑ کو رسول اللہؐ سے بڑا ہونے کا دعویٰ تھا۔

حضورؑ خود اس الزام کی تردید میں فرماتے ہیں ؎

بر من این بہتان کہ من زاں آستاں
تافتم سر این چہ کذبِ فاسقاں
سر نتابد زاں مہ من چوں سے
لعنتِ حق بر گمانِ دشمنے
آں منم کاندر رہِ آں سرورے
درمیانِ خاک و خوں بینی سرے
تیغ گر بارد بکوئے آں نگار
آں منم کاوّل کند جاں را نثار
گر ہمیں کفر است نزدیکیں دمے
خوش نصیبے آں کہ چوں من کافرے

یعنی مجھ پر یہ کتنا بڑا بہتان ہے کہ میں نے اس حبیبِ خدا کے آستانے سے مُنہ پھیر لیا ہے۔ فاسق طبع لوگوں کا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ بھلا میرے جیسا انسان بھی اس چاند ایسے مکھڑے سے روگردانی کر سکتا ہے؟ دشمن کے اس گمان پر خدا کی لعنت ہو۔ ہاں میں تو وہ ہوں کہ اس سردار کی راہ میں اگر موقعہ آیا تو اے معترض! تُو میرا سر خاک و خون میں لتھڑا ہُوا دیکھے گا۔ اور اگر اس محبوبؐ کے کوچے میں تلوار چلے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس نگارِ دل کی گلی میں اپنی جاں نثار کرے گا۔ سو اگر کینہ وروں کے نزدیک یہ بات کفر ہے

تو وہ شخص بڑا ہی خوش نصیب ہے جو میری طرح کا کافر ہے۔"

پھر فرماتے ہیں ؎

أَنَرْغَبُ عَنْ دِيْنِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى
وَدِيْنًا مُخَالِفَ دِيْنِهٖ نَتَخَيَّرُ
سَيُخْزِي الْمُهَيْمِنُ كَاذِبًا تَارِكَ الْهُدٰى
كِلَانَا أَمَامَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَنْظُرُ
أَنَحْنُ نَفِرُّ مِنَ النَّبِيِّ وَبَابِهٖ
خَفِ اللّٰهَ يَا مَيْدَ الرَّدٰى كَيْفَ تَجْهَرُ

کہ کیا ہم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ کر اس کے مخالف کوئی دین اختیار کر سکتے ہیں۔ اے جھوٹے! ہم دونو خدا کے سامنے ہیں اور وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور یقیناً وہ ہدایت کے چھوڑنے والے جھوٹے کو ذلیل کرے گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم رسول اللہ اور آپؐ کے آستانہ کو چھوڑ دیں۔ پس اے ہلاکت کے شکار! تو کس طرح ایک ناممکن الوقوع بات کہنے کی جرأت کرتا ہے۔ سو خدا سے ڈر اور الزام لگانے سے باز آ۔"

ایک اور مقام پر اس الزام کی تردید کرتے ہوئے یوں فرمایا ؎

أَتُكَفِّرُ رَجُلًا أَيَّدَ الدِّيْنَ حُجَّةً
وَدَانَا دَرُوْسَ الصَّائِلِيْنَ وَأَرْجَدَا

کہ اے مکفّر! کیا تو اس آدمی کو بھی کافر قرار دیتا ہے جو دلیل و برہان سے دین کی تائید کرتا ہے اور جس نے دین پر حملے کرنے والوں کے سروں کو توڑ کر کچل دیا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں ؎

أَنَحْنُ نَفِرُّ مِنَ الرَّسُوْلِ وَدِيْنِهٖ
وَيَبْدُوْ لَكُمْ آيَاتُنَا الْيَوْمَ أَوْ غَدَا
وَاللّٰهِ لَوْ لَا حُبُّ وَجْهِ مُحَمَّدٍ
مَا كَانَ لِيْ حَوْلٌ لِأَمْدَحَ أَحْمَدَا
فَفِيْ ذَاكَ آيَاتٌ لِكُلِّ مُكَذِّبٍ
حَرِيْصٍ عَلٰى سَبٍّ وَأَلْوٰى كَالْعِدَا

کہ اے دشمن حق! ذرا غور تو کر کہ ہم جو دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت قائم کرنے پر مامور ہیں حضور سرور کائناتؐ اور آپؐ کے دین حق سے فرار اختیار کر سکتے ہیں؟ یقیناً آج نہیں تو کل یہ حقیقت تجھ پر نشانات سے کھل کر رہے گی۔ بخدا اگر مجھے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے محبت نہ ہوتی تو میں کبھی بھی حضور پُرنورؐ کی حقیقی شان دنیا میں ظاہر نہ کر سکتا۔ پس یقیناً میرے اس فعل میں میرے مکذب کے لئے میری سچائی کے روشن نشانات ہیں جو میری بدگوئی پر حریص اور دشمنوں کی طرح سخت جھگڑالو ہے۔"

اور آخر میں فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیںؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

کہ میرا جان و دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال پر فدا ہے اور میرا وجود قربان و فنا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے کوچہ پر قربان ہے۔"

خیال فرمائیے! کہ وہ شخص جو خود کو نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ بتاتا ہو وہ کس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ — (اعاذنا اللہ منہ)

حضرات! اب مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ عشق و محبت جب بھی کسی انسان کے دل و دماغ کو اپنا گہوارہ بناتا ہے تو عاشق ہر گھڑی اور ہر لمحہ اپنے محبوب کی دلآویز یاد میں مگن رہتا ہے۔ چنانچہ یہی کیفیت ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے خدام میں پیدا کرنے کے لئے فرمایا تھا ؎

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا کہ عاشقانِ الٰہی کے پہلو راتوں کو بھی اپنے بستروں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے خدا کو بار بار ذکر کر اور اس کی رحمت کے امیدوار بن کر یاد کرتے ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

وَذِكْرُ الْمُصْطَفٰى رَوْحٌ لِقَلْبِيْ
وَصَارَ لِمُهْجَتِيْ مِثْلَ الطَّعَامِ

کہ میرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر میرے دل کے لئے راحت کا کام دیتا ہے اور میری جان کو برقرار رکھنے کے لئے وہ ایک غذا ہے جس سے عشق و محبت کا وجود پروان چڑھتا ہے۔"

ظاہر ہے کہ وہ عاشقِ صادق جس کے نزدیک اس کے محبوب کا ذکرِ خیر اس کے لئے روح و غذا بن چکا ہو وہ کیوں نہ ہر گھڑی اور ہر لمحہ اپنے دل و جان کو اس سے شادکام رکھتا ہوگا؟ اور کیوں نہ اس کی وجد بھری یاد میں شب و روز مست رہتا ہوگا؟ - چنانچہ یہی وہ وجد انگیز کیفیت ہے جس کو پوری شان سے ہم یہاں جلوہ گر پاتے ہیں حضورؑ فرماتے ہیں ؎

یادِ آں صورت مرا از خود برد
ہر زماں مستم کند ایں ساغرے

کہ میں اس مبارک چہرے کی یاد میں ہر وقت مست رہتا ہوں اور ہر زمانے میں اس کی شرابِ محبت سے لبریز جاموں سے سرمست و سرشار ہوں۔"

پھر فرماتے ہیں ؎

وَ اَصْبَانِی النَّبِیُّ بِحُسْنِ وَجْہِہٖ
اَرَی قَلْبِیْ لَہٗ کَالْمُسْتَہَامٖ

کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حسن وجمال سے فریفتہ بنا لیا ہے اور میرا دل ہر وقت آپؐ کے عشق میں سرگردان و حیران ہے۔"

پھر ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ؎

یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً
فِیْ مُھْجَتِیْ وَ مَدَارِکِیْ وَ جَنَانِیْ
مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّ لَا فِیْ آنٖ
جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانٖ

کہ اے میرے پیارے محبوب! تیری دلرُبا محبت میرے رگ و ریشہ اور دل و دماغ میں رچ چکی ہے۔ اور اے میری خوشیوں کے باغیچے میں تیری پیاری اور البیلی یاد سے ایک لمحہ اور ایک آن بھی خالی نہیں رہتا۔ دیکھ! میری روح تو پہلے ہی تیری ہو چکی تھی اب میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کی تڑپ سینہ میں پال رہا ہے، اے کاش! مجھے اُڑنے کی طاقت نصیب ہوتی۔"

پھر فرماتے ہیں ؎

ہر تار و پودِ من بسراید بعشق او
از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پُرم

کہ میرے جسم کا ہر رگ و ریشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے راگ گا رہا ہے اور اب میں اپنی تمام خواہشات سے خالی ہو چکا ہوں اور آپ کے غمِ عشق سے میرا کاشانۂ دل معمور ہے۔"

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ آپؑ ہر گھڑی اور ہر لحظہ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں مست رہتے تھے کیونکہ آپؑ کے محبوبؐ کی یاد آپؑ کے دل کے لئے روح تھی اور جان کے لئے غذا۔ اور لطف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی وہ دلآویز یاد تھی جس کو زندہ و پائندہ رکھنے کے لئے آپؑ نے عنانِ قلم کو ہاتھ میں لیا اور اس کے زورِ تحریر سے وہ عظیم لٹریچر پیدا کیا جس کے متعلق دشمنوں کو بھی اعتراف ہے کہ اس کے پڑھنے سے ایک وجد کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہو بھی کیوں نہ ——؟ جبکہ حضورؑ خود فرماتے ہیں ؎

اَنْتَ الَّذِیْ قَدْ کَانَ مَقْصَدُ مُھْجَتِیْ
فِیْ کُلِّ رَشْحِ الْقَلَمِ وَ الْاِمْلَاءٖ

کہ یا رسول اللہ! آپ ہی میری روح و دل کا حقیقی مقصود و منتہا ہیں اور میری قلم کی ہر نگارش اور ہر عبارت میں آپؐ کے ہی محامد و محاسن کا ذکرِ خیر جلوہ کناں ہے۔"

حضورؑ نے اپنے شعروں کی اساس و بنیاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو ہی قرار دیا ہے فرماتے ہیں ؎

مَدَحْتُكَ یَا مَحْبُوْبُ مِنْ صِدْقِ مُهْجَتِیْ
وَلَوْلَاكَ مَا كُنَّا اِلَى الشِّعْرِ نَرْغَبُ

کہ اے میرے محبوب! مَیں نے صدقِ دل سے اور رُوح کی گہرائیوں سے تیری مدح میں گیت گائے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو مَیں کبھی بھی شعرگوئی کی طرف رغبت نہ کرتا۔"

حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا یہ شعر ع کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کر ـــــ کی حقیقت کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ دیکھئے! آپؑ کس صاف گوئی سے کہتے ہیں کہ یہ شعر و شاعری تو محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کو زندہ و پائندہ رکھنے کا ایک بہانہ ہے ورنہ مجھے تو اس سے کوئی سروکار اور نسبت نہ تھی۔ گویا کہ وہی بات ہے جو غالب نے کہی تھی ؎

سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لئے ہم مصوّری
تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیئے

یہی وہ جوشِ محبت ہے جس کے سیلاب میں بہتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

وَفِیْ مُهْجَتِیْ نَوْرُ وَجَیْشٌ لِاَمْدَحَ
سُلَالَةَ اَنْوَارِ الْكَرِیْمِ مُحَمَّدًا

کہ لوگو! میرے دل میں بے پایاں جوش اور ولولہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا کے انوار کا خلاصہ ہیں ان کی تعریف میں نغمے الاپوں۔"

ایک اور مقام پر کہتے ہیں ؎

یَا قَلْبِیَ اذْكُرْ اَحْمَدَا
عَیْنَ الْهُدٰى مُفْنِی الْعِدَا

کہ اے میرے دل! اُٹھ!! میرے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کر جو ہدایت کا سرچشمہ اور دشمنوں کو تباہ کرنے والا ہے۔"

پھر کہتے ہیں ؎

وَقَدِ اصْطَفَیْتُ بِمُهْجَتِیْ ذِكْرَ حَمْدِهٖ
وَكَافٍ لَنَا هٰذَا الْمَتَاعُ تَزَوُّدَا

کہ مَیں نے اپنے دل کی گہرائیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے تذکرہ کو اختیار کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک سفرِ آخرت کے لئے یہ بہترین زادِ راہ ہے۔"

ایک اور مقام پر کہتے ہیں ؎

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مُهْجَةُ مُهْجَتِیْ
وَمِنْ ذِكْرِهِ الْاَحْلٰى كَاَنِّیْ مُثْمِرٌ
فَدَعْ كُلَّ مَلْفُوْظٍ بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ
وَقَلِّدْ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنْجُ وَتُغْفَرْ

کہ رسول اللہ تو میرے دل کی رُوحِ رواں ہیں اور ان کے شیریں ذکر سے مَیں خود شجرِ ثمردار بن گیا ہوں۔ پس اے مخاطب! تو حضورؐ کے قول کی خاطر سارے جہان کی باتیں چھوڑ دے آپؐ کی پیروی کو لازم پکڑ تو نجات پا جائیگا اور بخشا جائے گا۔"

یہی وہ عظیم الشان مقصد و منتہا ہے جس کی

خاطر حضرت مسیح موعودؑ بار بار حضور سرورِ کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کی مدح و توصیف میں محو رہتے ہیں اور ابھی
ایک نغمہ ختم نہیں کر پاتے کہ پھر پکار اٹھتے ہیں ؎

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

کہ میرے دل میں اس سردار دو عالم کی مدح
کا جوش ٹھاٹھیں مار رہا ہے جو خوبی میں اپنا
کوئی ثانی نہیں رکھتا۔"

اور یہ سب کچھ کرنے اور کہنے کے بعد پھر آخر میں یہ
کہنے پر مجبور ہوتے ہیں ؎

مَدَحْتُ إِمَامَ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهُ
لَأَرْفَعُ مِنْ مَدْحِيْ وَأَعْلَى وَأَكْبَرُ
وَيَحْمَدُكَ اللّٰهُ الْوَحِيْدُ وَجُنْدُهٗ
وَيُثْنِيْ عَلَيْكَ الصُّبْحُ إِذْ هُوَ يَحْشُرُ
دَعُوْا كُلَّ فَخْرٍ لِلنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
أَمَامَ جَلَالَةِ شَانِهِ الشَّمْسُ أَحْقَرُ

کہ میں نے امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تو کی ہے مگر آپؐ
میری تعریف سے بہت زیادہ بلند اور اعلیٰ اور
بزرگ ہیں کیونکہ آپؐ تو وہ مبارک وجود ہیں جن
کی تعریف میں ربّ العرش اور اس کے فرشتے
بھی رطب اللسان ہیں۔ اور صبح ہر روز جب
لوگوں کو پیغام بیداری دیتی ہے تو آپؐ کی
تعریف کے گیت گا رہی ہوتی ہے۔ پس اے
لوگو! تم ہر قسم کے فخر و مباہات کو حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات کے لئے
چھوڑ دو جس کی جلالتِ شان کے آگے سورج
بھی حقیر ہے۔"

حضرت میرزا غلام احمد (علیہ السلام) ساری
مدحِ نبوی کے بعد اپنی کمزوری اور بے بسی کا ان الفاظ
میں اعتراف کرتے ہیں ؎

چوں زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار
عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

کہ مجھ سے اس عالی قدر آقا کی تعریف کس طرح
ممکن ہے جس کی مدح سے زمین و آسمان اور
دونوں جہان عاجز ہیں۔"

معزز حضرات! عاشقِ صادق کی زندگی میں
ایسے بے شمار لمحات آتے ہیں جب وہ تنہائی میں اپنے
محبوب کے تصور میں محو ہوتا ہے اور اس کی یاد میں
اس کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ وہ گزشتہ صحبتوں
کے دلآویز واقعات کو یاد کرتا ہے اور اس کی آنکھوں
سے ساون بھادوں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ چنانچہ
یہی کیفیت حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی زندگی میں ہمیں نظر آتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"میں ..... آسمانی آقا کو حاضر ناظر
جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا
نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعودؑ

کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلک نہ آگئی ہو۔ آپؑ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُواں رُواں اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔"

حضرت صاحبزادہ صاحبؓ مزید فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ آپؑ مسجد مبارک میں ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگنا بھی رہے تھے۔ اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک تار بہتی چلی جاتی تھی۔ ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپؑ حضرت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہے تھے:-

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ
فَعَمِیَ عَلَیْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْیَمُتْ
فَعَلَیْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

اے خدا کے پیارے رسولؐ! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری ہی موت کا کھٹکا لگا ہوا تھا جو آج واقع ہو گئی ہے۔

محترم راوی صاحب کا بیان ہے کہ جب مَیں نے حضورؑ کو اس طرح روتے دیکھا تو مَیں نے گھبرا کر پوچھا کہ حضرت! کیا معاملہ ہے؟ جس پر آپؑ نے فرمایا کہ مَیں حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ خواہش تڑپ رہی تھی کہ کاش! یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔"

"دنیا جانتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سخت ترین آزمائشوں کے دَور آئے اور آپ نے ہر قسم کی تنگی دیکھی۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کئے۔ حوادث کی آندھیاں سر سے گزریں۔ مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں کا مزا چکھا حتّٰی کہ قتل کے سازشی مقدمات میں سے بھی گزرنا پڑا۔ بچوں اور عزیزوں اور دوستوں اور اپنے جاں نثاروں اور فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے مگر کبھی آپ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی لیکن علیحدگی میں اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گزر چکے ہیں یہ محبت بھرا شعر یاد کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے سیلاب کی طرح آنسو رواں تھے اور آپ کی یہ قلبی حسرت چھلک کر باہر آگئی کہ کاش! یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔"

بھائیو! حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی زندگی میں کتنے ہی ایسے لمحات آئے۔ جب یہ شیرِ خدا اپنے آقا کی یاد میں زار و قطار رو پڑا۔ آپ کی مظلومیت اور درد بھری زندگی کا تصور کر کے چلا اٹھا۔

حضورؑ ایک دن ایک مجلس میں رونق افروز تھے کہ اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا دلخراش واقعہ آپؑ کے صفحۂ ذہن پر اُبھر آیا۔ پھر کیا تھا دل بھر آیا، آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور حضورؑ رونے لگ پڑے۔

خود فرماتے ہیں ؎

تَذَکَّرْتُ یَوْمًا فِیْہِ اُخْرِجَ سَیِّدِیْ
فَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَیْنِ مِنِّیْ بِمُنْتَدِیْ

کہ مجلس میں بیٹھے بیٹھے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا جگر خراش واقعہ یاد آ گیا کہ کس بے سروسامانی کی حالت میں صاحب لولاکؐ کو اپنی محبوب بستی اور اپنے پیارے گھر سے نکلنا پڑا تھا تو میری آنکھوں سے سیلاب اشک اُبل پڑا۔

حضورؑ ایک بدگو بدزبان دشمن رسولؐ پادری کی کتاب پڑھتے ہیں اور آنکھوں سے موسلا دھار بارش شروع ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

وَکُنْتُ اُطَالِعُ کِتَابَ سَابٍ
وَتَمْطُرُ مُقْلَتِیْ مِثْلَ الرَّثَانِ

کہ میں ایک بدگو دشنام طراز پادری کی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں میرے آقائے نامدارؐ کو گالیاں دی گئی تھیں اس پر میری آنکھوں سے بارش کے قطرات کی طرح ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔"

حضورؑ دینِ محمدی کی بے بسی اور کس مپرسی کو دیکھتے ہیں، پیمانۂ صبر چھلک پڑتا ہے، سرِ مژگاں آنسوؤں کے موتی ڈھلک جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

وَقَدْ ذَابَ قَلْبِیْ مِنْ مَصَائِبِ دِیْنِنَا
وَاَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَاُبْصِرُ
وَبَثِّیْ وَحُزْنِیْ قَدْ تَجَاوَزَ حَدَّہٗ
وَلَوْ لَا مِنَ الرَّحْمٰنِ فَضْلٌ اُتَبَّرُ
وَعِنْدِیْ دُمُوْعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَاٰقِیَا
وَعِنْدِیْ صُرَاخٌ لَا یَرَاہُ الْمُکَفِّرُ

کہ دینِ محمدی کی مصیبتوں سے میرا دل پگھل گیا ہے اور مجھے وہ خطرات معلوم ہیں جن سے تم لوگ بے علم ہو۔ اس وجہ سے میرا غم حد سے تجاوز کر گیا ہے اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو میں کبھی کا اس غم سے ہلاک ہو گیا ہوتا۔ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور درگاہِ خداوندی میں ہر وقت چیخ و پکار رہتی ہے جس کو کوئی مکفر نہیں دیکھ سکتا۔"

حضورؑ عالمِ اسلام پر دجالی طاقتوں کی یورشوں کو ملاحظہ کرتے ہیں، دل تڑپ اُٹھتا ہے، آستانۂ الٰہی پر بیقرار ہو کر گر پڑتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں ؎

حَلَّتْ بِاَرْضِ الْمُسْلِمِیْنَ جُمُوْعُھُمْ
وَخَبِیْثُھُمْ یُؤْذِی النَّبِیَّ وَیَاْشِبُ
اِنِّیْ اَرٰی اِیْذَاءَھُمْ وَفَسَادَھُمْ
وَیَذُوْبُ رُوْحِیْ وَالْوُجُوْدُ یُثَقَّبُ

اے خدا! دیکھ! مسلمانوں کی سرزمین پر ان کے جتھے چڑھ آئے ہیں اور ان میں سے خبیث انسان

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دیتے
اور آپؐ پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ میں جب بھی ان
کے ایذا اور فساد کو دیکھتا ہوں تو میری روح
گداز ہو جاتی ہے اور وجود جھلنی بن جاتا ہے"
پھر کہتے ہیں ؎

عَیْنٌ جَرَتْ مِنْ قَطْرِ دَمْعٍ عَیْنُھَا
قَلْبٌ عَلٰی جَمْرِ الْغَضَا یَتَقَلَّبُ
مِنْ کُلِّ قُنَّاتٍ وَجَبَلٍ شَاھِقٍ
وَشَوَامِخٍ نَسَلُوْا دَوُطِیَ الْمُجْتَبٰی

اے خدا! میری آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش
کے چشمے رواں ہیں اور میرا فروختہ دل اس غم
سے درخت جَنڈ کے دہکتے ہوئے انگاروں پر
لوٹ رہا ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ دشمن ہر
بلند پہاڑ کی چوٹیوں اور سر بفلک بلندیوں کو
پھاندتا ہوا میرے محبوبؐ کے مولد و مدفن کے
قریب پہنچ گیا ہے۔"

حضورؑ مسلمانوں کی خستہ حالی، دنیا پرستی اور درماندگی
کو دیکھتے ہیں تو اشک بداماں ہو جاتے ہیں اور
پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیتے ہیں۔ فرماتے
ہیں ؎

اِذَا مَا رَأَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ کِلَابَھَا
فَفَاضَتْ دُمُوْعُ الْعَیْنِ وَالْقَلْبُ یَضْجَرُ
عَلٰی فِسْقِھِمْ لَمَّا طَلَعْتُ وَکَسْلِھِمْ
بَکَیْتُ وَلَمْ اَصْبِرْ وَلَا اَتَصَبَّرُ

کہ جب میں نے نام نہاد مسلمانوں کو دنیا کے
گُتے پایا تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کا چشمہ
اُبل پڑا اور دل مضطرب ہو گیا۔ اور جب میں
ان کی بدکاری اور سُست روی پر مطلع ہوا تو
میں رو پڑا اور صبر نہ کر سکا اور نہ ہی میں اس
صدمہ پر صبر کر سکتا تھا۔"

مسلمانوں کے دینِ حق سے ارتداد کی المناک خبروں کو
سُنتے ہیں، دل پاش پاش ہو جاتا ہے، روح کانپ اٹھتی
ہے، آنکھوں سے اشکوں کے چشمے پھوٹ بہتے ہیں۔
کہتے ہیں ؎

فَاضَ الْعُیُوْنُ مِنَ الْعُیُوْنِ کَاَنَّھَا
مَاءٌ جَرٰی مِنْ عَنْدَمٍ مُتَعَصَّرٖ
وَالْعَیْنُ بَاکِیَۃٌ وَلَیْسَ بُکَاءُنَا
شَیْئًا سِوَی الْفَضْلِ الْمُنِیْرِ الْمُسْفِرٖ

کہ ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے
رواں ہیں گویا کہ وہ دم الاخوین کا پانی ہے
جو اس کے نچوڑنے کے وقت ٹپک پڑتا ہے۔
آنکھ رو رہی ہے مگر ہمارے اس رونے کی
اس کے سوا کوئی غرض نہیں ہے کہ ہم اس
فضلِ الٰہی کو جذب کریں جو روشن کرنیوالا
اور ظلمت کو پاش پاش کرنے والا ہے۔"

بھائیو! یہ اس شیرِ خدا کی کتابِ زندگی کے
چند کھُلے اوراق ہیں جس کو جب ایک مقدمہ میں
ایک مجسٹریٹ نے سزا دینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا
تو باوجود اس کے کہ اس وقت آپؑ کی طبیعت ناساز
تھی، حضورؑ اس وقت لیٹے ہوئے آرام کر رہے تھے،

بیخبر سنتے ہی انگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھے اور پورے
جاہ و جلال سے فرمایا:-

"ــــ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر
تو دیکھے ــــ"

مگر یہی شیرِ خدا ہے کہ دینِ محمدی کی حالتِ زار
سے زار زار روتا ہے، اوروں کو رُلاتا ہے اور
رحمتِ خداوندی کا دامن تھام کر عرض کرتا ہے ؎

وَلِیْ وَجْدٌ لِقَوْمِیْ فَوْقَ وَجْدٍ
وَمَا وَجْدُ الثَّوَاکِلِ وَالنِّیَاحِ

کہ میرے دل میں میری قوم کے لئے وہ درد
جوش زن ہے جو دنیا کے تمام دردوں سے
زیادہ ہے اور اتنا درد تو اُن عورتوں کو
بھی نہیں ہوتا جن کے سب بچے مر گئے
ہوں اور وہ اُن کی موت پر نوحہ کناں ہوں"

پھر فرماتے ہیں ؎

فَھَلْ وَجَدَتْ ثَکَالٰی مِثْلَ وَجْدِیْ
اَذًی اَمْ ھَلْ لَھَا شَأْنٌ کَشَأْنِیْ

کیا میری طرح وہ عورت بھی درد سے نالاں
و پریشاں ہے جس کے سب بچے مر گئے ہوں
اور کیا درد و غم سے اس کی حالت بھی میری ہی
حالت کی طرح دگرگوں اور خراب ہے؟"

دربارِ خداوندی میں روتے ہیں اور عرض
کرتے ہیں ؎

فَانْقَضَ ظَھْرِیْ ضُعْفُھُمْ وَوَبَاءُھُمْ
وَمِنْ دُوْنِ رَبِّیْ مَنْ یُدَاوِیْ وَیَنْصُرُ
فَیَا رَبِّ اَصْلِحْ حَالَ اُمَّۃِ سَیِّدِیْ
وَعِنْدَکَ ھَیْنٌ عِنْدَنَا مُتَعَسِّرُ

کہ اے میرے خدا! مسلمانوں کے ضعف اور ان
کے وبال نے میری کمر توڑ دی ہے اب تیرے
سوا کون ہے جو میرا معالج بنے اور میری مدد
کرے اسلئے میں تیرے دربار میں ہی عرض کناں
ہوں کہ تو میرے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اُمت پر ترس کھا اور اس کی اصلاح فرما کہ یہ
کام تیرے لئے آسان ہے مگر ہمارے لئے
سخت مشکل ہے۔"

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی اُمتِ محمدیہ اور اس کے دین کے لئے یہ آہ و زاری
اور اشکباری اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ آپ کو
اپنے پیارے آقا کی ذات سے تعلق رکھنے والی ہر چیز
سے بے پناہ محبت تھی۔ دیکھئے! آپ اپنے محبوب آقا
کی اُمت اور آپ کے دین کی سربلندی اور اقبال مندی
کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو کر کیا کہہ رہے
ہیں۔ دربارِ الٰہی میں دعا مانگتے ہیں ؎

زور سے جھٹکے اگر کھائے زمیں کچھ غم نہیں
پر کسی ڈھب سے تزلزل سے ہو ملت رستگار

فرماتے ہیں اے خدا! زمین اگر زور سے
جھٹکے کھاتی ہے تو اسے جھٹکے کھانے دے اور زلزلہ
پر زلزلہ آنے دے مگر جس طرح بھی ہو سکے
احمدِ مختار کی ملت کو غم و الم سے رستگار کر دے۔
کیونکہ یہ وہ غم ہے جو شب و روز میری زندگی کو

گھن کی طرح کھائے جا رہا ہے۔

ایک اور موقعہ پر کہتے ہیں ؎

اس غمِ جانسوز سے آنسو میرے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی منار

پھر کہتے ہیں ؎

اے خدا! تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں سوگوار

ایک اور جگہ پر کہتے ہیں ؎

دل چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل جلدی کہ میں ہوں بیقرار
کچھ خبر لے تیرے کوچے میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار

پھر فرماتے ہیں ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰؐ
مجھ کو کر اے میرے مولیٰ کامیاب و کامگار
کیا سلائیگا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار

اور آخر میں کہتے ہیں ؎

دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر
اے مری جاں کی پناہ! فوجِ ملائک کو اتار

بسترِ راحت کہاں ان فکر کے ایّام میں
غم سے ہر دن ہو رہا ہے بدتر از شبہائے تار
لشکرِ شیطاں کے نرغہ میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہو گئی قدرت دکھا اے میرے یار

برادرانِ ملّت! حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی یہ درد بھری دعائیں اور چیخ وپکار ان مسلمانوں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا لوگوں کے لئے ہیں جن کے علماء شب و روز آپؑ کو گالیاں دیتے اور آپؑ پر پتھر برساتے تھے۔ مگر کتنا ہی رحیم و کریم ہے وہ وجود جس نے دربارِ نبویؐ میں یہ عرض کی تھی ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پھر وہ دردمند وجود ان کی بہتری کے لئے بارگاہِ خداوندی میں فریاد کناں ہے ؎

اے مرے پیارے ضلالت میں پڑی ہے میری قوم
تیری قدرت سے نہیں کچھ دور گر پائیں سدھار

اور آخر میں وہ کہتا ہے ؎

دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جان بھی ہے زیر و بر
اک نظر فرما کہ جلد آویں ترے آنے کے دن
صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانے کے دن

تو اس کا خدا اس کے پاس آجاتا ہے، اس کی تسکین کے سامان پیدا کرتا ہے اور اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ تب وہ جوشِ مسرّت سے اعلان کرتا ہے ؎

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ پر اب جلد لہرانے کے دن

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

میرے عزیزو اور بزرگو! یہ ہے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بے پناہ محبتِ رسول ؐ — جس کو دیکھتے ہوئے ملأ اعلیٰ کے مکینوں نے آپؑ کو احیاءِ دین کے لئے منتخب کیا تھا — آخر کار ربّ العرش آپؑ کو یہ مژدۂ جانفزا سناتا ہے :-

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنارِ بلند تر محکم افتاد"
کہ تمہیں مبارک ہو کہ وہ وقت نزدیک آگیا ہے جب محمدیوں کے پاؤں تیری دعاؤں کے صدقے میں اونچے مینار پر مضبوط گاڑ دیئے جائیں گے۔

پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار
خدا تیرے سب کام درست کر دے گا۔
اور تیری سب مرادیں تجھے دے گا۔"

پھر وہ سلطنتِ برطانیہ جس کے سایہ میں دجالی طاقتیں آپؑ کو ہر وقت نالاں و پریشاں رکھتی تھیں اس کی بابت بھی اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتلا دیا کہ ؎

سلطنتِ برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ایامِ ضعف و اختلال

کہ اُنہیں حکومتِ برطانیہ کی ساری کی ساری شان و شوکت آٹھ سال تک ہے بعد ازاں اس میں ضعف و اضمحلال پیدا ہونا شروع ہو جائے گا اور اس کے نتیجہ میں تمہارے محبوب کی اُمّت کو پنپنے اور آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا موقعہ ملے گا۔"

اے بھائیو! آپ سینوں پر ہاتھ رکھ کر اور خدا کو حاضر ناظر جان کر گواہی دیں کہ کیا آپ نے تیرہ سو سال کے لمبے عرصے میں اُمّتِ محمدیہ اور اس کے دین کے لئے کسی بھی مردِ خدا کو اس طرح زار و نزار اور نالاں و پریشاں دیکھا ہے جتنا اس مردِ جری کو؟۔ آپ خدا کے لئے اپنے اس محسن کو پہچانیں جو شب و روز آپ لوگوں کی سربلندی اور اقبال مندی کے لئے درگاہِ الٰہی میں سربسجود ہو کر زمین تر کر دیتا ہے۔ وہ روتا ہے اور بار بار روتا ہے اور زار زار روتا ہے اور درگاہِ خداوندی میں کہتا ہے ؎

فَیَا رَبِّ اَصْلِحْ حَالَ اُمَّةِ سَیِّدِی
وَعِنْدَكَ هَیْنٌ وَعِنْدَنَا مُتَعَسِّرٌ

کہ اے میرے رب! میرے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی حالت کو درست کر دے، اسے گزشتہ شان و شوکت سے نواز دے کہ سب کچھ تیرے لئے آسان ہے مگر ہمارے لئے سخت مشکل ہے۔"

اے جماعت احمدیہ کے مبارک بیٹو تو! جو اس عاشقِ رسول ؐ کی جماعت کہلاتے ہو میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کناں ہوں کہ خدا را اپنے مقام کو پہچانیں۔ اختلافی مسائل میں اُلجھ کر

نہ رہ جائیں کہ ہمارے لئے یہ زیبا نہیں ہے۔ ہم نے اپنے آقا کے قدم پر قدم مارنا ہے اور آپ کے پیچھے پیچھے چلنا ہے۔ ہماری راہگذر وہی راہگذر ہے جس پر آج سے ستر اسی سال قبل ہمارا آقا یہ گاتے ہوئے گزرا تھا ؎

کوئی راہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشت خار

اور یہ راہ کوئی بحث و مباحثہ کا میدان نہیں ہے' یہ پھولوں کی سیج نہیں ہے' یہ ایک خارزار وادی ہے جس میں قدم قدم پر خطرے منڈلا رہے ہیں' اور جو ابھر رہی ہیں تبھی تو ہمارے آقا نے نازک پاؤں والوں کو دور سے سلام کہہ کر اپنے قافلۂ عاشقاں کو آگے بڑھنے کا حکم دے دیا تھا۔

بزرگو اور عزیزو! یہ محبت کی شاہراہ ہے جس کی بابت ہمارا آقا کہہ چکا ہے ؎

واہ رے باغِ محبت موت جس کی رہ گزر
وصلِ یار اس کا ثمر پر اردگرد اسکے ہیں خار

پس آؤ ہم آگے بڑھیں اور اپنے قافلۂ حیات کو بھی اس راہگذر پر آگے بڑھائیں تا ہم اس موت کی وادی سے گزر کر وصلِ یار کے شیریں اثمار سے حظ اندوز ہوں۔ مگر یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بھی فرما چلے ہیں کہ ؎

تلخ ہوتا ہے ثمر جب تک کہ ہو وہ ناتمام
اس طرح ایماں بھی ہے جب تک ہو کامل پیار

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامانِ دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار
دل جو ہو خالی گدازِ عشق سے وہ دل ہے کیا
دل وہ ہے جس کو نہیں بے دلبرِ یکتا قرار
فقر کی منزل کا ہے اوّل قدم نفیٔ وجود
پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہرِ یار

بھائیو! آؤ ہم اپنے اندر عشق پیدا کریں' عشق پیدا کریں' عشق پیدا کریں اللہ کا ـــــ اللہ کے رسولؐ کا ـــــ اور اس کے دین کا کہ یہی عشقِ خدا کا فرستادہ ہمارے اندر پیدا کرنے آیا تھا۔ کیا ہی مبارک ہے' وہ تعلیم جو اس نے ہمیں دی کہ :-

(الف) "تمام آدمزادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اسکے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح)

(ب) "نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب۔" (کشتی نوح صـ۱۳)

شذرات

ایک عمدہ نصیحت

ہفت روزہ الاعتصام لاہور لکھتا ہے:۔

"مخالفین کے نقطۂ نگاہ سے اختلاف کے باوجود تہذیب و شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے اور خالص علمی حدود میں رہتے ہوئے اپنا موقف پیش کرنا چاہیئے۔"

(الاعتصام ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء ص۹)

الفرقان۔ اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

اتباع اسلام کی ضرورت کا احساس

ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور لکھتا ہے:۔

"سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں اسلام کی ضرورت ہے۔ اسلام ہی ہماری تلوار ہے اسلام ہی ہماری ڈھال، اسلام ہی ہماری پناہ گاہ، اسلام ہی ہمارا نصب العین، اسلام ہی ہمارا رشتۂ یگانگت اور اسلام ہی ہمارے لئے داعی حرکت ہے۔ اسلام سے ہٹ کر سارے تجربے کئے جا چکے اور آج ہم بدترین نتائج سے دوچار ہیں پس اب اگر کوئی راستہ باقی ہے تو وہ صرف اتباع اسلام کا راستہ ہے۔"

(ترجمان القرآن جنوری ۱۹۶۹ء ص۴۳)

الفرقان۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام تو پہلے سے فرما چکے ہیں ؎

از رہِ دیں پرورى آمد عروج نخست
باز مے آید اگر آید ازیں رہ بالیقیں

نزول عیسٰی بن مریم ہو چکا

تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتا ہے:۔

"معراج والی حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسٰیؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے امام بنے۔"

(تنظیم اہلحدیث ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء)

الفرقان۔ یہ نماز سب نبیوں نے زمین پر بیت المقدس میں پڑھی تھی اسلئے ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسٰیؑ کا نزول ہو چکا ہے۔

مسیح موعود کا کام ابطال نصرانیت ہے

تنظیم اہلحدیث نے لکھا ہے:۔

"یہ کسی حدیث میں نہیں لکھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے تشریف لائیں گے سب احادیث میں یہی لکھا ہے کہ صلیب کو توڑیں گے یعنی دین نصاریٰ کو باطل کر دیں گے۔" (تنظیم اہلحدیث ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء ص۸)

الفرقان۔ اس اقتباس سے کسر صلیب کے معنے بھی حل ہو گئے ہیں۔

اہلسنت والجماعت کون لوگ ہیں؟

ہفت روزہ لولاک لائل پور لکھتا ہے:۔
"جہالت کی حد ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا سارا شہر، سارا گاؤں، سارا محلہ، سارا خاندان ہی اہل سنت والجماعت ہے۔ بھائی سارا شہر، گاؤں، محلہ یا خاندان کیسے اہل سنت والجماعت ہوگیا جو ان میں شرابی، زانی، چور، اچکے، گرہ کٹ اللہ اور اس کے رسولؐ کے نافرمان ہیں۔ یہ کیسے اہل سنت والجماعت ہوگئے۔ اہل سنت الجماعت تو وہ شخص یا وہ لوگ ہوں گے جو حضورؐ کی سنت کے تابع اور صحابہ کے طریقہ کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوں۔" (لولاک ۲۴ر جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۳)

الفرقان:۔ معلوم ہوا کہ محض دعویٰ کوئی چیز نہیں "صحابہؓ کے طریقہ کے مطابق زندگی بسر کرنا" ضروری ہے۔

حضرت علیؓ انبیاء سابقین سے افضل ہیں

شیعی رسالہ معارف اسلام لکھتا ہے:۔
"اگر ہم امیرالمومنینؑ کو انبیائے سابقین پر فوقیت دیتے ہیں تو اس کو غلط یا غلو کیوں سمجھا جاتا ہے۔"
(معارف اسلام لاہور جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۴)

الفرقان:۔ غلو کی تعریف پہلے معین کر لیں +

قرآن مجید کامل شریعت ہے (بقیہ از صفحہ ۴)

بچے کے روحانیت حاصل کر لینے میں کوئی روک نہیں۔
قرآن مجید نے فرمایا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى (انعام ع ۲) کہ کوئی جان کسی دوسری گناہ گار جان کا بوجھ نہ اٹھائیگی۔ نیز فرمایا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم ع ۴) کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے صحیح فطرت پر پیدا فرمایا ہے یعنی پیدائشی طور پر وہ پاک ہیں۔

وطی کے بارے میں قرآن مجید نے حلال اور فطرتی طریق کے بارے میں کیا لطیف رنگ میں نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ (البقرہ ع ۲۸) فرما کر وضاحت کر دی ہے۔ باقی جملہ طریقوں اور صورتوں کو ناجائز ٹھہرایا۔ پھر ان ناجائز صورتوں میں سے زنا، لواطہ وغیرہ پر صریح سزائیں بھی مقرر فرما دیں۔ غرض قرآن مجید نے عفت کی زندگی کو مومنوں کا شعار قرار دیا ہے اور عفت کے منافی ہر فعل سے منع فرما دیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید نے کامل کتاب ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے وہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ پادری صاحبان کو ایسے نکمے سوالات کی بجائے صحیح طریق موازنہ اختیار کرنا چاہیئے۔ وہ اپنی کتابوں سے کوئی ایسی اعلیٰ اور روحانی تعلیمات پیش کریں جن سے بہتر تعلیم قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ اس بارے میں جماعت احمدیہ کی طرف سے روز اول سے عیسائی پادریوں کو دعوت دی جا رہی ہے مگر وہ آج تک گنگ ہیں۔ وما علینا الا البلاغ +

یادگار حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لئے

حضرت مصلح موعودؓ

(تحریر فرمودہ جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع لائلپور)

(۱)

مصلحِ موعودِ ما آقائے ما		رہبر و فرمانده و مولائے ما
حامیٔ شرعِ مبیں، یعسوبِ دیں		بر سرِ دلہا سریر آرائے ما
معنیٔ شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ		شد از و روشن شبِ یلدائے ما
حُسن و احسانش نگنجد در حساب		غرقِ لطفش ہست سر تا پائے ما
ماجرائے بُود، برتر از بیاں		ما بر و قُربان او شیدائے ما
آں حصارِ عافیت، حصنِ حصیں		بس مُبارک مامن و ملجائے ما

عظمتِ پیشینیاں را زنده کرد
ذرّه ہا را چوں خورِ تابنده کرد

(۲)

حضرت سبحاں خدائے ذوالجلال		ہر کمالش داد از رُوئے نوال
سیرتش گنجینۂ لُطف و کرم		صورتش آئینۂ حُسن و جمال
نثرِ اُو دریائے علم و معرفت		نظمِ اُو از دلکشی سحرِ حلال
در فصاحت بے عدیل و بے بدیل		در بلاغت بے نظیر و بے مثال

در وغاہا شیر مردے یکّہ تاز — در بلاہا عزمِ اُو مثلِ جبال
لشکرِ اعدائے ملّت را نمود — پاش پاش و ریز ریز و پائمال
روز و شب صبح و مسا، لیل و نہار — خدمتِ دیں کرد تا پنجاہ سال

تیغِ تبلیغش جہاں یکسر گرفت
شرق و غرب و اسود و احمر گرفت

(۴۳)

عقل حیراں در عُلوِّ شانِ اُو — برتر از کیواں بود ایوانِ اُو
کشف و الہام و دعائے مستجاب — داد اُو را ایزدِ منّانِ اُو
از سرِ آغاز تا روزِ وصال — بُود قرآں جانِ اُو جانانِ اُو
صد علومِ ظاہر و باطن بخواں — وا بہ بیں تفسیرِ بے پایانِ اُو
حرف حرفش کاشفِ اسرارِ دیں — بارک اللہ حُجّت و بُرہانِ اُو
عقدہ ہائے مُلک و ملّت حل نمود — مشکلِ ما بُود بس آسانِ اُو
خیر و خوبی در برکش پیراہنے — علم و حکمت بستہ دامانِ اُو
دوستاں در بوستاں گُلہا بکف — از بہارِ مجلسِ عرفانِ اُو

وہ چگویم از سرِ اکرامِ ضیف   منکہ چندے بودہ ام مہمانِ اُو

قلبِ محزون، دیدۂ نمناک را   ق   یاد آید لُطفِ اُو احسانِ اُو

کرمکِ ناچیز را بشمرد چیز

گُفت "مظہر ہست مارا بس عزیز"

(۴)

داد بنیادِ خلافت[1] اقرار   تا ثُریّا کرد اُو را استوار

آنچناں دستور و آئیں ساز داد   شُد جماعت سر بسر مُحکم حصار

باغِ تنظیمش[2] چمن اندر چمن   حُسنِ ترتیبش بہار اندر بہار

برگ و بارِ بوستانش را بہ بیں   کودک و پیر و جواں خدمت گزار

از سَمِعْنَا تا اَطَعْنَا فرق نے   ق   حزبِ حق را بس ہمیں آمد شعار

نشۂ سرشارِ اخلاص و وفا   جذبۂ ایثارِ ناپیدا کنار

---

[1] نظارتیں۔ قضاء۔ تحریک جدید۔ وقفِ جدید۔ وقفِ زندگی۔ مجلس شوریٰ۔ جامعہ احمدیہ۔ مجلس انتخابِ خلافت یہ ادارے اور ان کے قواعد و ضوابط حضورؓ کے عہد میں جاری ہوئے۔

[2] لجنہ۔ اطفال۔ خدام۔ انصار کی تنظیمیں۔

معجزِ تاثیرِ اُو برپا نمود — خادمانِ دیں بہر ملک و دیار

ہر مبلّغ از پئے دینِ متیں — دردمند و سرفروش و جاں سپار

چشمِ من بسیار گردید و ندید — مثلِ اُو دریا نوال و غمگسار

کشفِ اُو[لہ] شد ہو بہو صورت پذیر — در بیابانے بپائے کوہسار

مرکزِ نو ربوہ را بنیاد کرد

بارِ دیگر قوم را آباد کرد

لہ ۱۹۴۷ء کی ہجرت سے تقریباً سات سال پہلے ۲ر دسمبر ۱۹۴۱ء کے خطبہ جمعہ میں حضورؓ نے اپنا ایک کشف مفصل بیان فرمایا جس میں ہجرت کرنا اور پہاڑیوں کے درمیان ایک جگہ پناہ گیر ہونے کا ذکر ہے۔ خطبہ مذکور میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ:-

"چلتے چلتے ہم پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پہنچ گئے مگر وہ ایسی چوٹیاں ہیں جو ہموار ہیں۔ اس طرح نہیں کہ کوئی چوٹی اونچی ہو اور کوئی نیچی۔ جیسے عام طور پر پہاڑوں کی چوٹیاں ہوتی ہیں۔ بلکہ وہ سب ہموار ہیں جس کے نتیجہ میں پہاڑ پر ایک میدان سا پیدا ہو گیا ہے۔ (الفضل ۲۱ ۱۲/۴۱)

۱۹۴۷ء کی ہجرت کے بعد خاکسار رتن باغ لاہور میں حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ ۹ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے۔ حضورؓ نے مجھ سے فرمایا:-

"کل میں وہ جگہ دیکھ کر آیا ہوں جو پہاڑوں کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں دکھائی تھی۔"

اثنائے گفتگو میں حضورؓ نے پسند فرمایا کہ خاکسار لائل پور میں اپنا کام شروع کرے اور فرمایا کہ وہ جگہ لائل پور سے قریب ہے۔ آپ ہم سے قریب ہوں گے۔ یہ تلطف اور یہ تعہد۔ آہ، آہ۔

مظہر

(۵)

خلق و عالَم را صلائے عام داد | از خُمِ ساقیٔ کوثر جام داد
در وجودش ایزدِ منّانِ ما | وعدهٔ انعام را اتمام داد
آسمانی بُود، گفت از آسماں | وز جہانِ قدسیاں پیغام داد
یورپ و افریقہ و امریکہ را | عالَم عالَم[1] دعوتِ اسلام داد
جادہ ہائے سخت مشکل طے نمود | تازہ دم چُوں آفتاب بامداد
ہر چہ گُفتہ وانمودہ از عمل | آنچہ اُو آغاز کرد انجام داد

تاجِ رضوانِ خداوندی بسر
سُوئے عُقبیٰ کردہ از دُنیا سفر

ایک درخشندہ نشان

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کی ولادت کے متعلق وحی الٰہی شائع فرمائی۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ پسرِ موعودؓ تولد ہوا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو اللہ تعالیٰ نے اسے پیشگوئی کے مطابق جماعت احمدیہ کا خلیفہ دوم مقرر فرمایا۔ باون سال تک اشاعتِ اسلام، تربیتِ جماعت اور تعلیم قرآن مجید کی بے مثال خدمات سرانجام دیکر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو واصل باللہ ہوگیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ اَرْضَاہُ ——— (ابو العطاء)

[1] عالَم عالَم۔ بہت ہی کثرت سے ٭

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو قطعی معیار

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب بی۔اے ناظم ارشاد وقف جدید)

تمہید قرآن کریم انبیاء کی صداقت کے بہت سے اصولی معیار پیش فرماتا ہے جو زمانے اور جگہ سے بے نیاز، ہر نبی کی صداقت کو پرکھنے کے لئے استعمال ہوسکتے ہیں۔ ان میں سے صرف دو معیار میں نے آج کے مختصر مضمون کے لئے چُنے ہیں۔ ان میں سے ایک نبوت کے دعویدار کی گزشتہ زندگی سے تعلق رکھتا ہے ایک اُس کے نبوت کے دعویٰ کے وقت سے لیکر اُس کی وفات تک کے زمانہ سے۔

یہ دونوں معیار ازلی اور ابدی سچائیوں میں شمار کئے جاسکتے ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت بھی اسی طرح قطعی، محکم اور غیر مبدل تھے جیسے آج ہیں یا آئندہ قیامت تک رہیں گے۔

پہلا معیار ان میں سے اوّل الذکر معیار جو نبی کے دعویٰ سے قبل کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے مندرجہ ذیل ہے:۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا
مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔

(یونس رکوع ۲)

یعنی اے رسول! تُو اپنے مخاطب گروہ سے کہہ دے کہ دیکھو میں اپنے دعویٰ سے قبل بھی تو ایک عمر کا ایک بڑا حصہ تم لوگوں میں بسر کر چکا ہوں پھر کیا تم عقل نہیں کرتے کہ ایک انسان جو ایسے پاکیزہ اور بے داغ کیریکٹر کا مالک ہو اور ایسا سچا ہو کہ کسی انسان کے متعلق بھی ادنیٰ سی خلافِ واقعہ بات اُس نے بیان نہ کی ہو اچانک (نعوذ باللہ) اتنا جھوٹا اور دغاباز ہوجائے کہ اپنے رب پر بھی نہایت دلیری اور بے خوفی کے ساتھ جھوٹ بولنے لگے۔

یہ ایک ایسی دلیل ہے جو ہر نبی کی زندگی پر بلا تفریق چسپاں ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مولا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از دعویٰ زندگی پر صادق آتی ہے۔

اِس دلیل کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ دعویٰ کے بعد تو ہر نبی پر بلا استثناء نہایت بھیانک اور مکروہ الزام لگائے ہی جاتے ہیں لیکن اس کے دعویٰ سے قبل کی **پاکیزہ زندگی** ان تمام الزامات کی تردید کے لئے ایک قطعی اور ناقابلِ تردید دلیل بن جاتی ہے کیونکہ یہ عقلاً ناممکن اور ناقابلِ یقین ہے کہ کوئی شخص زندگی کے ہر دَور اور ہر آزمائش میں انسانیت کے بلند ترین اخلاقی معیار کا مظاہرہ کرتے کرتے اچانک ایک لمحہ کے اندر نعوذ باللہ اپنے زمانے کا بدترین

انسان بن جاتے۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بلاشک بُرے اچھے اور اچھے بُرے بنتے رہتے ہیں لیکن یہ تبدیلی ہمیشہ تدریجی ہوتی ہے اور زمانے کی آنکھ سے تدریجی دَور کبھی پوشیدہ نہیں رہتا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ ایک انسان ایک لمحہ تو نیکی کے آسمان پر اوجِ ثریا پر ہو اور دوسرے ہی لمحہ بدی کی اتھاہ گہرائیوں میں تحت الثریٰ میں جا گرے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ کسی سچائی کو پرکھنے کے لئے قطعی معیار یہ ہے کہ جس قسم کے الزام دعویٰ کے بعد کسی شخص پر لگائے جاتے ہیں کیا اس سے ملتے جلتے الزام کبھی دعویٰ سے قبل بھی اس پر لگائے گئے تھے؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو اس کسوٹی پر پرکھیں تو قطعی طور پر آپ کی سچائی ثابت ہو جاتی ہے اور شدید ترین دشمن بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آپ کے کیریکٹر پر دعویٰ سے قبل کوئی ادنیٰ الزام بھی کسی سمت سے لگایا گیا ہو۔ اس کے برعکس دعویٰ کے بعد کے ایک اشد ترین معاند کی یہ گواہی بھی ہمیشہ اس کے بعد کے عائد کردہ الزامات کو جھٹلاتی رہیگی۔

اقتباس از شہادت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی :-

> "مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رُو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہیں......" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۹)

دوسرا معیار

صداقت کا دوسرا معیار جو نبی کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے یہ ہے :-

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ○ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ○ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ○

(الحاقۃ رکوع ۲)

یعنی اے اہلِ زمانہ! کیا تم یہ نہیں سوچتے کہ اگر (نعوذ باللہ) یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے جھوٹ تو الگ رہے کوئی چھوٹی سی چھوٹی بات بھی غلط طور پر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کو کاٹ دیتے ایسی صورت میں تم میں سے کسی کی بھی مجال نہ ہوتی کہ اس کو ہماری پکڑ سے بچا سکتا۔

اس دلیل کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس کی طرف خلاف واقعہ کوئی بات منسوب کرے اور بنی نوع انسان کو ہلاکت میں ڈالے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو خدا تعالیٰ خود اُسے ہلاک کرنے اور ذلیل و رسوا کرنے کا ذمہ وار ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ صداقت کا یہ معیار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا اور ہر نبی پر چسپاں نہیں ہوتا۔ مگر یہ محض لغو خیال ہے اور

اسے قبول کرتے سے یہ آیت ہی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ ایک تسلیم شدہ اور معروف حقیقت نہ ہوتی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف جھوٹ منسوب کرنے والوں کو سختی سے پکڑتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے طور پر یہ دلیل پیش ہی نہ کی جا سکتی اور کفار یہ کہہ دیتے کہ پہلے کب خدا جھوٹوں کو پکڑتا آیا ہے جو آج آپ کو پکڑے گا۔ پس اگر آپ کو بھی نہ پکڑے تو آپ کی صداقت کی دلیل کیسے ہو گئی؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی بڑی صفائی اور شان کے ساتھ اس معیار پر پوری اُترتی ہے۔ دعویٰ کے بعد آپ کو تیئیس ۲۳ سال سے زائد مدت تک ایک نہایت کامیاب اور فتح نصیب زندگی گزارنے کی توفیق ملی اور ہر مقابلہ میں آپ کی بجائے آپ کے مکذبین ہی نامراد ہوتے رہے۔

حضرت اقدسؑ نے اس آیت سے یہ لطیف اور قوی استدلال فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعویٰ کے بعد ۲۳ سال کی رسالت کی زندگی نصیب ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہنا خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت کافی ثبوت اس بات کا ہے کہ دعویدار سچا تھا۔ پس جو شخص دعویٰ کے بعد ۲۳ سال کی لمبی مہلت پالے اس کی سچائی ہر شک سے بالا ہو جاتی ہے۔ حضرت اقدسؑ کا دعویٰ الہام کے بعد ۲۳ سال سے زائد عرصہ تک زندہ رہنا قطعی طور پر ثابت کرتا ہے کہ جو معیار آقا یعنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کر رہا ہے وہی معیار غلام احمدؑ کی صداقت کو بھی ثابت کر رہا ہے اور غلام کو آقا سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

ایک گواہی

اہلحدیث اخبار الاعتصام کے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہفت روزہ "المنبر" کے مدیر محترم ان سیماب جذباتی لوگوں میں سے ہیں جن کو کسی پہلو قرار میسر نہیں آتا۔ اور صرف اپنی خود مرائیت اور موہوم برتری کو لوگوں سے منوانے کے لئے ہر قسم کے پاپڑ بیلنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اس سلسلہ میں کوئی اخلاقی ضابطہ اور کوئی دینی قدر ان کے پیش نگاہ نہیں رہتی اور وہ اپنی مطلب برادی کے لئے ہر نچلی سے نچلی سطح پر اُترنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ ہر وہ شخص جو "المنبر" کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہے ہماری اس بات کی تصدیق کرے گا کہ محترم مدیر "المنبر" بیسیوں مرتبہ اپنے پرچے میں مصلح کا رُوپ دھار کر فتنہ کی آگ بھڑکانے کا کام کر چکے ہیں۔"

(الاعتصام ۱۵ر نومبر ۶۸ء)

(طابع و ناشر:۔ ابوالعطاء جالندھری ۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے جا رہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دئے جائیں گے (۳) وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔　　(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

● **مسل نمبر ۱۹۳۴۹** میں میاں محمد عبداللہ ولد حاجی محمد دین صاحب قوم مغل پیشہ مزدوری عمر ۵۵ سال بیعت ۱۹۵۲ء ساکن کوٹ مگھن ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک بھینس مالیتی ۔/۲۵۰ روپے (۲) آدھ مشین لکڑی کا ریم ۔/۵۰۰ روپے (۳) نقد ۔/۴۰۰ روپے میزان ۔/۱۱۵۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۲۵۰ روپے سالانہ آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد میاں محمد عبداللہ ولد حاجی محمد دین صاحب کوٹ مگھن ڈاکخانہ کانی جعفر آباد براستہ بدوملہی سیالکوٹ۔ گواہ شد عبدالحق سیکرٹری اصلاح و ارشاد کوٹ مگھن ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد چوہدری محمد حسین پریذیڈنٹ کوٹ مگھن۔

● **مسل نمبر ۱۹۳۵۵** میں لئیق احمد ولد میاں بشیر احمد صاحب ایم اے قوم راجپوت پیشہ ملازمت (ڈاکٹر) عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ ضلع کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ نقد بنک میں ۔/۷۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۵۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ڈاکٹر کیپٹن لئیق احمد ایم بی بی ایس ۲۹/۹۔ ای کرشن روڈ کوئٹہ۔ گواہ شد میاں بشیر احمد صدر مجلس موصیان کوئٹہ۔ گواہ شد محمد طیب جان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کوئٹہ۔

● **مسل نمبر ۱۹۳۵۶** میں مشتاق احمد ولد چوہدری اللہ بخش صاحب قوم آرائیں پیشہ دکانداری عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۔/۱۰۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مشتاق احمد پروپرائٹر مشتاق سائیکل ورکس غلہ منڈی ربوہ۔ گواہ شد عطاء اللہ ایم اے لیکچرار ٹی آئی کالج ربوہ۔ گواہ شد محمد سلطان اکبر ایم اے سیکرٹری تعلیم دار الصدر غربی ربوہ۔

● **مسل نمبر ۱۹۳۵۷** میں مفتی احمد صادق ولد مفتی محمد صادق صاحب قوم قریشی پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ احسان ۱۳۴۰ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۔/۲۵ روپیہ بطور وظیفہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مفتی احمد صادق دار الصدر غربی ربوہ ۱۰ احسان ۱۳۴۰ ہش۔ گواہ شد محمد شفیق صدر محلہ دار الصدر غربی (الف) ربوہ۔ گواہ شد عطاء اللہ ایم اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔

● مسل نمبر ۱۹۳۵۸ میں ملک صفی اللہ خان ولد ڈاکٹر عطاء اللہ خان صاحب قوم ککے زئی پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرشن نگر لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک عدد موٹر سائیکل قیمتی -/۲۰۰۰ روپے (۲) ایک عدد ٹائپ رائٹر -/۵۰۰ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ملک صفی اللہ خان ولد ڈاکٹر عطاء اللہ خان صاحب۔ گواہ شد عبد اللطیف سنوری صدر حلقہ سنت نگر لاہور گواہ شد محمد صادق

● مسل نمبر ۱۹۳۵۹ میں منیر احمد ولد چوہدری محمد حسین صاحب قوم وڑائچ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار العلوم ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم دفا ۱۳۴۷ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے مکان رہائشی نامکمل پلاٹ مالیتی -/۵۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۴۵ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد چوہدری منیر احمد ولد چوہدری محمد حسین صاحب دار العلوم غربی ربوہ۔ گواہ شد ماسٹر نذیر احمد سیکرٹری اصلاح و ارشاد دار العلوم غربی ربوہ۔ گواہ شد سید منصور احمد بشیر ولد سید محمد اقبال حسین صاحب دار العلوم غربی ربوہ

● مسل نمبر ۱۹۳۶۱ میں سید مقبول احمد ولد سید عبد الستار شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) مکان واقع محلہ دار النصر غربی ربوہ مالیتی -/۶۰۰۰ روپے (۲) چک 159/R.B میں ایک ایکڑ زمین آٹھ بہنوں میں مشترک ہے -/۲۰۰۰ روپے (۳) احاطہ دکانات واقع چک جھمرہ۔ اس میں بھی تمام ۸ کی طرح بھائی بہنیں شریک ہیں مالیت -/۸۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بعد ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۹۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سید مقبول احمد معرفت حکیم عبد الرحمٰن صاحب دار الرحمت غربی ربوہ۔ گواہ شد حکیم عبد الرحمان دار الرحمت غربی ربوہ۔ گواہ شد مسعود احمد دہلوی صدر مجلس موصیان دار الرحمت غربی ربوہ۔

● مسل نمبر ۱۹۳۶۷ میں قریشی سعید احمد ولد ماسٹر محمد علی صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۵/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۲۰۲ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد قریشی سعید احمد معرفت دفتر اصلاح و ارشاد ربوہ۔ گواہ شد رانا عبد الکریم خان کاٹھ گڑھی واقف زندگی۔ گواہ شد حکیم عبد الواحد کارکن دفتر اصلاح و ارشاد ربوہ ۱/۵/۶۸۔

● مسل نمبر ۱۹۳۶۹ میں بشیر احمد شاہد ولد چوہدری محمد نذیر صاحب قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۲۴ سال ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) مکان واقع محلہ منڈی ربوہ -/۱۰۰۰۰ روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد بشیر احمد شاہد۔ گواہ شد محمد نذیر والد موصی۔ گواہ شد کیپٹن محمد سعید صدر محلہ دار الرحمت غربی ربوہ ۲۶/۴/۶۸۔

● مسل نمبر ۱۹۳۷۷ میں بشیر احمد ولد حکیم لقا محمد صاحب مرحوم قوم راول پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶۸-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زرعی زمین پختہ ایکڑ واقع ۹۶/۱۲-ل مالیتی -/۱۰۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد بشیر احمد خادم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کوٹھی البشریٰ ربوہ۔ گواہ شد مختار احمد ہاشمی کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد محمد فتح علی سیکرٹری مال دار الصدر شرقی ربوہ۔

● مسل نمبر ۱۹۳۷۸ میں فیض احمد ولد چوہدری ولی محمد صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۱۶۲ مراد ضلع بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶۸-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زرعی اراضی ۱۹ ایکڑ واقع چک نمبر ۱۶۲ مراد مالیتی -/۲۸۵۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد فیض احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چک نمبر ۱۶۲ مراد ضلع بہاولپور۔ گواہ شد رانا سعید احمد غازی معلم وقف جدید ۶/۶۸-۲۔ گواہ شد عبد الحق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک نمبر ۱۶۲ مراد۔

● مسل نمبر ۱۹۳۷۹ میں مرزا ظفر احمد ولد مرزا محمد حسین صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶۸-۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۹۸ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مرزا ظفر احمد ولد مرزا محمد حسین صاحب چٹھی مسیح بیت الحفیظ دار الصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد عطاء اللہ ایم۔ اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ گواہ شد محمد حسین ملک صدر دار الصدر غربی ربوہ۔

● مسل نمبر ۱۹۳۸۰ میں روشن دین ولد چوہدری الٰہی بخش صاحب قوم راجپوت کھوکھر پیشہ بے کار عمر ۸۰ سال بیعت غالباً ۱۹۳۲ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۸-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں مجھے اس وقت بیس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا روشن دین ولد الٰہی بخش صاحب دار النصر شرقی ربوہ ۸/۶۸-۱۔ گواہ شد خوشی محمد لیس موصی دار النصر شرقی ربوہ۔ گواہ شد محمد یوسف دار النصر شرقی ربوہ ۸/۶۸-۱۔

● مسل نمبر ۱۹۳۸۳ میں محمود احمد شمس ولد محمد حنیف قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن احمد نگر ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمود احمد شمس ولد محمد حنیف صاحب احمد نگر ضلع جھنگ حال مریدکے منڈی ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد مسعود احمد انجنیئر مریدکے منڈی ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد شیخ بشیر احمد آزاد انبالوی مریدکے منڈی ضلع شیخوپورہ۔

● مسل نمبر ۱۹۳۸۴ میں محمد دین ولد منشی احمد دین صاحب قوم کشمیری بٹ پیشہ ریٹائرڈ پوسٹماسٹر عمر ۸۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶۸-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے مکان واقع کشمیری محلہ سیالکوٹ اس میں میرا ۱/۲ حصہ ہے مکان کی کل مالیت -/۔۔۔ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۱۹/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد الدین۔ گواہ شد ملک خالد ربانی محلہ نئی آبادی بیرون شاہدولہ گیٹ گجرات۔ گواہ شد ملک افضال ربانی نئی آبادی بیرون شاہدولہ گیٹ گجرات۔

● مسل ۱۹۳۸۶ء۔ میں مہر محمد حیات ولد مہر شیر محمد صاحب قوم گگ پیشہ زمینداری عمر پچاس سال بیعت نومبر ۱۹۵۹ء ساکن ڈاور ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے (۱) زرعی اراضی تین ایکڑ واقع ڈاور مالیتی -/۶۰۰۰ روپے (۲) مکان واقع ڈاور مالیتی -/۲۰۰ روپے (۳) ایک کنال زمین واقع دارالصدر غربی ربوہ مالیتی -/۳۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مہر محمد حیات موضع ڈاور ضلع جھنگ۔ گواہ شد عطاء اللہ ایم۔ اے دارالصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد محمد سلطان اکبر ایم۔ اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔

● مسل ۱۹۳۸۷ء میں ناصر ملک ولد ملک عنایت اللہ صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرشن نگر لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۹۲/۴۴ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد بقلم خود ناصر ملک ولد ملک عنایت اللہ صاحب ۱۲/۶۸۔ گواہ شد عبد الجلیل عشرت کرشن نگر لاہور۔ گواہ شد ملک محمود احمد صدر مجلس موصیان کرشن نگر لاہور۔

● مسل ۱۹۳۹۰ء میں کمانڈر محمد سلیم احمد ولد مرزا محمد بشیر احمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۳۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ضلع کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۸/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے (۱) حصص جو مختلف کمپنیوں سے خریدے ہوئے ہیں -/۱۰۰۰ (۲) ایک قطعہ زمین واقع کراچی مالیتی -/۲۰۰۰۰ روپے (۳) دو دکانیں واقع کراچی مالیتی -/۱۵۰۰۰ روپے (۴) ایک قطعہ زمین واقع کراچی -/۴۰۰۰ روپے (۵) ایک قطعہ زمین واقع لاہور کینٹ -/۱۵۰۰ روپے (۶) ایک قطعہ زمین واقع ربوہ مالیتی -/۴۰۰۰ روپے (۷) ایک قطعہ زمین واقع مری مالیتی -/۵۰۰۰ روپے (۸) ایک قطعہ زمین واقع راولپنڈی -/۲۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۸۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد سلیم احمد بقلم خود۔ گواہ شد محمد بشیر احمد قاضی جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

● مسل ۱۹۳۹۲ء میں محمد سعید ولد دین صاحب قوم جنجوعہ پیشہ کاروبار عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی ضلع کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۶/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۲۰۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد سعید بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد ناصر احمد نائب سیکرٹری وصایا کراچی۔

تفہیماتِ ربّانیہ

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلغ بلاد عربیہ کی اِس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفینِ احمدیت کی طرف سے کیئے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:۔

"اس کا نام مَیں نے ہی تفہیماتِ ربّانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ مَیں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے اور اسکی اشاعت کرنی چاہیئے" (الفضل ۱۳ر جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن یکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اِس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلّد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے؛ مجلّد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ +

مکتبۃ الفرقان ربوہ

Monthly AL-FURQAN Rabwah
FEBRUARY, 1969 Regd. No. L 5708

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

● حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد:-

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس۳۰ چالیس۴۰ ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ جنوری ۱۹۵۶ء)

● حضرت میرزا بشیر احمدؓ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اُس غرض و غایت کو پورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دُنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے پس مخیّر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مُسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض و غایت بصورت احسن پُوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پُوری شان کے ساتھ ساری دُنیا کو اپنے نُور سے منوّر کرے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۵۹-۷-۱۱)"

(الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء)

رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے!

مینجر الفرقان ربوہ

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.